بانیٔ پاکستان
قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ
کی زندگی کا رُوحانی پہلو
ترتیب و تالیف:
الحاج محمد ظہور الحسن قادری

بانی پاکستان

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا روحانی پہلو

تالیف وترتیب

الحاج محمد ظہور الحسن قادری

تعمیر ملّت فاؤنڈیشن

جامعہ انوار مدینہ، محلہ محمد نگر، کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

نام کتاب	:	قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی کا روحانی پہلو
تالیف وترتیب	:	الحاج محمد ظہور الحسن قادری
پروف ریڈنگ	:	صاحبزادہ عبدالقادر
طابع	:	الحاج محمد سعید خالد قادری
صفحات	:	112
طباعت اوّل	:	25۔دسمبر2015ء
کمپوزنگ	:	حیدر کمپیوٹر کمپوزر جھنگ صدر 0301-7697707
تعداد	:	500
قیمت	:	-/150روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11-داتا گنج بخش روڈ۔لاہور

042-37313885, 37070663

انتساب

ان عظیم مسلمان مردوں، عورتوں اور معصوم
بچوں کے نام جن کو اسلام اور پاکستان
کے دشمنوں نے ہجرت کرنے کے دوران
بے دردی سے شہید کر دیا۔

محمد ظہور الحسن قادری

پاکستان کا مطلب کیا؟

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیثِ دل

ستمبر 1996ء میں ناچیز کو "مبشرات پاکستان" کے نام سے پاکستان کی روحانی اساس کے موضوع پر لکھنے کا خیال دل میں پیدا ہوا۔ ان دنوں ملک میں چند سیاست دان، کالم نگار پاکستان کے بارے میں منفی پروپیگنڈا کرنے میں مصروف تھے اور اخبارات میں آئے دن ان کے کالم شائع ہو رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اہل فکر ونظر نے ان کے جوابات کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ پاکستان کی عظمت اور اس کے قیام کے حقیقی مقاصد پر مبنی کتب بھی شائع ہوئیں تو مبشرات پاکستان کے لیے بہت سے مضامین جمع ہو گئے اور ان کو شائع کیا گیا اسی دوران ایک کتاب "اسلام اور انقلاب" جس کے مؤلف منشی عبدالرحمٰن خان تھے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب مختلف مقالات کا مجموعہ تھی۔ ایک مقالہ قائداعظمؒ کی کامیابی کا راز تھا جسے پڑھا تو قائداعظم کی زندگی کے روحانی پہلو کا پہلی بار انکشاف ہوا جسے ناچیز نے اسی عنوان سے مبشرات پاکستان میں شامل کر دیا۔

کتاب مبشرات پاکستان ملک کے کثیر تعداد اہل علم و فضل حضرات تک پہنچائی گئی۔ تمام ذمہ دار حکومتی اعلیٰ عہدیداران کو پوسٹ کی گئی تاکہ پاکستان کے سیاسی پہلو کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی اساس کا شعور بھی عام ہو جائے۔ چند ہی سالوں میں اس موضوع پر اور کتب شائع ہونا شروع ہو گئیں۔

-1 ستمبر 1998ء میں لاہور سے ماہنامہ کنز الایمان نے "قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ" نمبر شائع کیا جس میں مبشرات پاکستان کے ساتھ ساتھ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے روحانی پہلو کو نہایت تفصیل سے شائع کیا جسے نامور محقق و سکالر جناب سید صابر حسین شاہ بخاری، برہان شریف (اٹک) نے تحریر کیا تھا۔

-2 1998ء میں ہی جناب ملک حبیب اللہ جو کہ تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ نیشنل گارڈ میں شامل تھے، انہوں نے ایک ایمان افروز کتاب، قائداعظمؒ کی شخصیت کا روحانی پہلو، تالیف کی جسے گوہر سنز، غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔ جناب ملک حبیب اللہ نے اپنی کتاب کو منشی عبدالرحمٰن خان کی جملہ کتب سے انتہائی محنت سے ترتیب دے کر قائداعظمؒ کی شخصیت کے روحانی پہلو کو تفصیل سے لکھا۔

-3 جنوری 1999ء میں نامور محقق و سکالر جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک کتاب دوبارہ تحریر کی جسے بزم رضویہ رجسٹرڈ۔ لاہور نے بڑے خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا اور پورے ملک میں یہ کتاب مفت تقسیم کی گئی۔ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے مذکورہ کتاب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم بیداری میں تشریف لا کر محمد علی جناح کو برصغیر واپس جانے اور مسلمانوں کی قیادت کرنے کا حکم فرمایا۔ قائداعظم اس وقت لندن میں تھے۔ اس ایمان افروز اور روح پرور واقعہ کے چرچے عام ہو گئے۔

-4 دسمبر 1999ء میں راقم الحروف نے مبشرات پاکستان حصہ دوم تالیف کی اور اس روحانی واقعہ کو درج کر دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام اور دانشور حضرات کو قائداعظم کی زندگی کے اس روحانی پہلو سے آگہی حاصل ہو جائے۔

-5 جناب عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ نے اس روحانی واردات کو اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت بیداری کے نئے ایڈیشن میں شامل کر دیا اور پھر اسے ڈاکٹر خالد مسعود نے ''قائداعظم کا سربستہ راز'' ہفت روزہ فیملی لاہور یکم جنوری 2011ء کے شمارے میں شائع کر دیا۔

-6 اسی روح پرور روحانی واردات کو جناب پروفیسر محمد سرور شفقت نے اپنے ایک طویل مضمون ''پاکستان کی روحانی فائل'' میں مزید توضیح کے ساتھ تحریر کیا جسے ماہنامہ نظریہ پاکستان۔ لاہور نے جولائی 2010ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے۔

7- پروفیسر محمد یوسف عرفان نے قائداعظم کی زندگی کے روحانی پہلو کو اپنے مضمون ''پاکستان کی روحانی اساس'' ماہنامہ نظریہ پاکستان۔ لاہور اکتوبر 2010ء میں شائع کیا۔

8- ڈاکٹر صفدر محمود نے اس روحانی لطف وکرم کو مولانا شبیر احمد عثمانی کے حوالے سے اپنے کالم روزنامہ جنگ لاہور 29 ستمبر 2011ء میں شائع کیا اور پھر اسے جناب ضمیر اختر خان نے ہفت روزہ ندائے خلافت۔ لاہور 8 جنوری 2012ء میں بعنوان ''قائداعظمؒ کی زندگی کا ایک اہم راز'' کے نام سے شائع کیا۔

ناچیز نے اب تک مختلف کتب، رسائل و اخبارات میں شائع ہونے والے قائداعظم کی زندگی کے روحانی پہلو کے مضامین کو نہایت اختصار کے ساتھ یکجا کر کے اہل دل کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ مگر ابھی بہت کچھ پردۂ غیب میں ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بحکم الٰہی ظاہر ہوگا۔ بقول شاعر:

یہ داستانِ عشق ابھی ناتمام ہے
آغاز رہ گیا کبھی انجام رہ گیا

الحاج محمد ظہور الحسن قادری

0334-6423073

درسِ قرآن کریم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَاللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ

وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ○

(البقرہ۲:۱۰۵)

○

(اور اللہ خاص فرما لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے

اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا فضل (فرمانے) والا ہے)۔

○

درس حدیث پاک

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب محبت کرتا ہے اللہ سبحانہٗ کسی بندے سے، تو پکارتا ہے جبرائیلؑ کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ سبحانہٗ نے فلاں کو دوست رکھا، سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر پکار دیتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں میں (یعنی فرشتوں میں) کہ بے شک اللہ سبحانہٗ فلاں کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین پر قبولیت اتاری جاتی ہے۔ (یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ/ بخاری شریف

(مشارق الانوار صفحہ ۵۶۹)

☆☆☆☆☆

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناحؒ

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناحؒ
ملت ہے جسم، جاں ہے محمد علی جناحؒ
مسلم کا ترجماں ہے محمد علی جناحؒ
اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناحؒ
اسلامیوں کو جس کی قیادت پہ ناز ہے
وہ میرِ کارواں ہے محمد علی جناحؒ
رکھتا ہے دل میں تاب تواں نو کروڑ کی
کہنے کو ناتواں ہے محمد علی جناحؒ
لگتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ جس کا تیر
ایسی کڑی کماں ہے محمد علی جناحؒ
ہاں اس کی مصلحت کو سمجھنا محال ہے
اک بحرِ بے کراں ہے محمد علی جناحؒ

(میاں بشیر احمد)

روزنامہ نوائے وقت۔لاہور

23مارچ1993ء

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

○

پاکستان ......مشیت ایزدی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روحانی فیضان ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاسِ ہند سے حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی، آج وہ قوم آزاد ہے اور اس کا اپنا ملک، جھنڈا، حکومت، سکہ ہے اور اپنا آئین و دستور ہے۔ پاکستان خداوندی تحفہ ہے۔ اور اس تحفہ کی حفاظت ہر پاکستانی مرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان کا فرض ہے۔

○

ماہنامہ نظریہ پاکستان۔لاہور
ستمبر 2012ء

☆☆☆☆☆

حقیقتِ پاکستان

پروفیسر محمد منورؒ

پاکستان...... حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا فردوسِ تخیل ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی آنکھوں کا تارا ہے۔ اہلِ اسلام کا نورِ نظر ہے۔ اہل خلوص و وفا کا جگر پارا ہے۔ جس پر لاکھوں روحیں اور ہزاروں عصمتیں قربان ہوئیں۔ جس کے لئے ہزاروں منطقے اور چمنستان چھوڑ دیئے گئے جس کے لیے لاکھوں کنبے اور قبیلے بٹ گئے۔

پاکستان اسلام کے لیے لیا گیا اور جو اس برعظیم میں مسلمانوں کی جملہ اقدار کی تقدیر ہے، مقام تاسف ہے کہ توازنِ دانش کی قحط سالی میں یاروں کے دل نے گویا پاکستان کے عشق ہی کو فراموش کر دیا۔ یاد رکھیں اور یہ بات دلوں میں اتار لیں کہ۔

> ''یہ ملک اسلام کے لیے ہے اور اس وقت تک ہے جب تک اسلام یہاں کی روحِ حیات ہے۔ یہاں کے ہر مسئلے کا حل اسلام کے روشن اصولوں کی رہبری میں کیا جائے۔ اسلام کی روح مساوات و اخوت ہے، عدل اجتماعی اس کا طرہ امتیاز ہے۔ اس روح کو عملی شکل دلائی جائے قبل اس کے کہ بگاڑ اپنی آخری صورت کو پہنچ جائے''۔

(پاکستان۔ حصارِ اسلام)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا تصورِ پاکستان

امیر صحافت ڈاکٹر مجید امجد نظامی

امیرِ صحافت جناب ڈاکٹر مجید نظامی نے 14 ستمبر 2009ء کو ایوان کارکنان تحریک پاکستان میں ''قائداعظم کا تصور پاکستان'' کے موضوع پر لیکچر دیتے ہوئے فرمایا کہ اس آزاد مملکت میں آئین و حکومت کے حوالے سے بھی قائداعظمؒ کے تصورات بڑے واضح تھے۔ ایک مرتبہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں آپ سے دریافت کیا گیا کہ پاکستان کا آئین کس طرح کا ہوگا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

> ''میں کون ہوتا ہوں آپ کو آئین دینے والا۔ ہمارا آئین تو ہمیں آج سے تیرہ سو سال پہلے ہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دے دیا تھا۔ ہمیں تو صرف اس آئین کی پیروی کرتے ہوئے اسے نافذ کرنا ہے۔ اور اس کی بنیاد پر اس مملکت میں اسلام کا عظیم نظام حکومت قائم کرنا ہے اور یہی پاکستان ہے''۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دین اسلام نہ صرف مسلمانوں کی نجی زندگی کے رہنما اصول فراہم کرتا ہے بلکہ اپنے پیروکاروں سے اپنی سیاسی، معاشی، معاشرتی اور پوری اجتماعی زندگی کو بھی اسلامی نہج پر استوار کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ قائداعظم پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کے متمنی تھے۔ نہ کہ ایک سیکولر ریاست جیسا کہ آج کل ہمارے کچھ نام نہاد دانشور اور بزعم خویش مؤرخ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ بابائے قوم نے اغیار کی پھیلائی ہوئی بدگمانیوں کو دور کرنے کے لیے بارہا اپنی تقاریر میں واضح کیا کہ پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کے سوا کسی دوسرے نظریے یا ازم کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کے نظام

حکومت سے بہت متاثر تھے۔ 21-مارچ 1948ء کو فرمایا:

''میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھینچ جائے۔ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے گا''۔

اقتباس: قائداعظم کا تصور پاکستان

شائع کردہ: نظریہ پاکستان ٹرسٹ۔لاہور

نظریہ پاکستان کیا ہے؟

پروفیسر محمد مظفر مرزاؒ

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ایک مخصوص نظریے کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور وہ نظریہ تھا۔ "نظریہ پاکستان"......: برصغیر میں دوقومی نظریے کی کوکھ سے ابھرنے والا یہ نظریہ دراصل اپنے تمام معانی، مصادر اور منابع کے نقطۂ نظر سے نظریہ قرآن اور نظریہ اسلام ہے۔ کیونکہ تحریک پاکستان کے مراحل کے دوران اسلامیان ہند نے جو نظریاتی نعرہ بلند کیا تھا وہ تھا......

پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ایک طویل عرصے سے قومی اور علمی سطح پر دانشوران کرام اور جملہ دیگر مفکرین اور متفکرین حضرات اس جھمیلے میں مبتلا ہیں کہ نظریہ پاکستان کیا ہے؟۔ اس کے اصل مفاہیم و مطالب کیا ہیں، تحریک پاکستان کے تاریخی، قومی اور سیاسی احوال کی روشنی میں نظریہ پاکستان کس طرح معرض وجود میں آیا۔ اس کے اصل مصادر اور منابع کیا ہیں۔ ہم نے چند بڑے بڑے زعمائے کرام، اساتذہ کرام اور علمائے صد احترام سے یہ کہتے سنا ہے کہ نظریہ پاکستان کی تفہیم و تفسیر سمجھ میں نہیں آ رہی۔ قومی اور غیر قومی اخبارات، رسائل، جرائد اور میگزینوں میں نظریہ پاکستان کے باب میں تشکیک اور غلط فہمیاں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ پھر مستزاد یہ کہ بعض اچھے خاصے صاحبان علم و دانش نے نظریہ پاکستان کے مطالب اور مفاہیم کو گڈمڈ کر کے رکھ دیا۔ بلکہ حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، تحریک پاکستان، تخلیق پاکستان اور نظریہ پاکستان کے خلاف اپنے بغض، عناد، کدورت اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جس کا باعث یہ ہے کہ بالخصوص نظریہ پاکستان کے بنیادی، ازلی، مطلق اور اصولی تقاضوں کو کاری ضرب لگتی رہتی ہے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

نظریہ پاکستان کیا ہے؟...... یہ نظریہ اسلام ہے، یہی وہ جذبہ اسلام ہے یہی وہ روحانی

انقلاب ہے۔ یہی قرآنی برکت ہے اور یہی دوقومی نظریے کی بنیاد ہے! یہی دوقومی نظریہ، اپنی روحانی معنویت اور اسلامی، قومی نظریات و تصورات کی شکل میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے نظریہ پاکستان کی شکل میں نمودار ہوا اور حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو فرمانا پڑا۔

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمی ﷺ

یہی نظریہ پاکستان، نظریہ اسلام ہے اور یہی نظریہ قرآنی احکام کی شکل میں متشکل ہوا چنانچہ دوقومی نظریے کی صداقت کے روحانی تصور ہی کو نظریہ پاکستان کا نام دیا گیا۔ لہٰذا پاکستان دنیائے انسانیت کی تاریخ میں پہلا ملک ہے جو کسی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ یہ پروپیگنڈا ایک عرصے سے جاری ہے اور شدومد سے جاری ہے کہ نظریہ پاکستان، تحریک پاکستان کے مراحل کے دوران کبھی استعمال نہیں ہوا حالانکہ حضرت قائداعظمؒ نے بذات خود 42-1941ء کے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاسوں میں خطاب کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کے الفاظ کئی بار دہرائے، اس حوالے سے رسالہ ''چراغ راہ'' کا ''نظریہ پاکستان نمبر'' اس جہت میں ایک کارآمد کاوش کا نام ہے جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب "Ideology of Pakistan" جو 1959ء میں شائع ہوئی، نظریہ پاکستان کے حوالے سے ایک دقیع کوشش کا نام ہے، ڈاکٹر وحید قریشی کی کتاب "Ideological Foundations of Pakistan" بھی اس حوالے سے ایک انتہائی معتبر اہمیت کی حامل ہے جس میں حضرت قائداعظمؒ اور حضرت علامہ اقبال کے قومی نظریات و تصورات کی روشنی میں بالتفصیل بحث کی گئی ہے۔ نظریہ پاکستان کسی فرد، کسی گروہ، کسی سیاسی جماعت، کسی مفاداتی طبقے کی تخلیق نہیں، اس کا تعلق تحریک پاکستان کے اسلامی اور بنیادی مقاصد کے بنیادی اور اساسی فلسفوں سے ہے۔ جو تحریک پاکستان کے مراحل کے دوران ہر لحہ جلوہ گر رہے ہیں اور یہی باعث ہے کہ مخالفینِ نظریہ پاکستان، پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اور پاکستان کو ملیامیٹ کرنے کی گھناؤنی اور انتہائی غلیظ کاروائیوں میں مصروف رہے ہیں

اور ابھی تک وہ برسرِ پیکار ہیں۔

نظریہ پاکستان دراصل وجہء مطالبہ پاکستان تھا، ایسا مطالبہ جو کفرستانِ ہند میں اذانِ اسلام کی تجدید کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ یہ اذان نہ اس وقت ہندو کو قبول تھی اور نہ آج تک قبول ہے۔ بلکہ عصر حاضر کے جدید سیاسی، قومی اور بین الاقوامی تقاضوں کی روشنی میں بالکل ہی قبول نہیں، یہ ایک الگ دلدوز موضوع ہے جس پر بہت کچھ تحریر کیا جانا چاہیے اور ممکن ہو سکے تو اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے علمی، ادبی اور قومی اداروں کو بھی اپنے علمی، قومی اور نظریاتی فرائض انجام دینے چاہئیں اور قوم کے افراد کو انکے قلوب و ارواح اور جذبات و احساسات کو درد آشنائی سے ہمکنار کرنا چاہیے۔ یہی نظریہ پاکستان، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی انقلاب افزا اور ولولہ انگیز ترجمانی، امنگ، ترنگ اور صدا تھی، جواب بھی ہے، رہے گی اور قیامت تک رہے گی۔ مایوسی اور شکستگی مسلمان کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت ہی نہیں کی بلکہ یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ نظریہ پاکستان، دراصل دینِ متین کے حق میں حلف برداری کے دستور کی حیثیت رکھتا ہے"۔

اقتباس: نظریہ پاکستان

صفحہ ۲۲، ۲۳

ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا کا ایک فکر انگیز مقالہ بعنوان قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تصور پاکستان" جسے نظریہ پاکستان ٹرسٹ لاہور نے شائع کیا ہے۔ آپ اپنے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

"زیرِ نظر کتابچے کا موضوع (قائداعظمؒ کا تصورِ پاکستان) کے اعتبار سے جتنا بھی مواد چھان پھٹک کر دیکھا اور سمجھا، اس سے صرف ایک ہی نتیجہ سامنے آیا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے پاک، صاف اور ستھرے ذہن میں صرف ایک ہی بات نقش تھی کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمان اپنی علیحدہ مملکت قائم کریں جہاں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کردہ آئین کی روشنی میں اپنی زندگی گزاریں۔ یقین کیجئے کہ پاکستان کے لیے اس کے علاوہ ان کے ذہن میں کسی اور قسم کا نظام حکومت یا طرز زندگی قطعاً نہیں تھا۔ یہ میرا ایمان ہے۔ میرا عقیدہ ہے۔ میرا یقین ہے اور مستند تاریخی شواہد بھی پکار پکار کر یہی یقین دلا رہے ہیں"۔

قائداعظمؒ کی بیسیوں تقاریر کا نچوڑ یہ تھا کہ برصغیر میں مسلمانانِ ہند کی قومی آزادی اور تہذیبی تحفظ کے حوالے سے اسلامی نظریہ حیات کے اصولوں پر مبنی ریاستی اور سماجی ڈھانچے کی تشکیل کی جائے۔ جس سے ایک اسلامی مملکت کے فلاحی نتائج سامنے آئیں اور دوسرے بھی اسلام کی ابدی صداقت سے مستفیض ہوں۔ اس بات کی انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے سرحد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس منعقدہ 12۔ جون 1945ء کے موقع پر اس طرح کہا:

"پاکستان کا منشا صرف آزادی اور خود مختاری کا حصول نہیں بلکہ وہ اسلامی نظریہ حیات ہے جو ایک بیش قیمت عطیے اور خزانے کی حیثیت سے ہم تک پہنچا ہے۔ جسے ہم نے نہ صرف قائم رکھنا ہے بلکہ ہم توقع کرتے ہیں کہ دوسرے بھی اس کے فوائد اور حصول میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں گے"۔

وحید احمد: The Nation's Voice جلد چہارم صفحہ ۱۰۰

اسی بات کو آپ نے 13۔ جنوری 1948ء کو اسلامیہ کالج، پشاور کے طلباء سے خطاب کے دوران اس صراحت سے واضح کر دیا کہ اس کے بعد کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ یقینی طور پر پاکستان میں اسلامی اصولوں پر مبنی نظام ہی چاہتے تھے۔ انہوں نے فرمایا:

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں"۔

سید قاسم محمود، قائداعظم کا پیغام۔لاہور صفحہ ۱۱۲۔

21۔نومبر 1942ء کو ٹاؤن ہال لاہور میں خواتین کو خطاب کرتے ہوئے پاکستان میں اسلامی عدل وانصاف کے احیاء کے بارے میں اس طرح فرمایا:

"ہم اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے علاقہ مانگتے ہیں جس میں ہم اسلامی عدل وانصاف کی تاریخ دہرائیں گے"۔

قائداعظم اوراسلام صفحہ ۹۴

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا تقریروں اور بیانات کا بغور تجزیہ کریں تو ان میں اسلام، اسلامی روایات، اسلامی تعلیمات، قرآن اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے اس طرح سجے ہیں جیسے نگینے۔اسلام اوراسلامی روایات قائداعظمؒ کے بیانات کی روح ہیں لیکن ایسے ظالم اورمنافق لوگ بھی ہمارے درمیان موجود ہیں جو ان کے خلوص کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔حالانکہ ان کے بیانات کو سمجھا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں اسلامی طرز فکر کو بہت اہمیت حاصل تھی۔وہ ایک مخلص مسلمان اور اسلام کے سچے پیروکار تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام رائج کرنے کے آرزومند تھے۔

قائداعظم کا تصور پاکستان صفحہ ۵۲

جناب محمد حنیف شاہد نے نظریہ پاکستان ٹرسٹ۔ لاہور کے زیر اہتمام ایک ایمان افروز اور عشق و محبت پر مبنی کتابچہ بعنوان بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔ ''قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانہ عقیدت'' شائع کروایا ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران ہی ''ختم نبوت'' کے حوالے سے مقتدر شخصیات کی طرف سے لیکچروں کا اہتمام کیا جاتا اور بعدازاں لیکچروں کو کتابچوں کی صورت میں تحریک ختم نبوت کی جانب سے شائع کیا گیا۔ محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے ''رحمت للعالمین'' پر تقریر کی اور بعدازاں سید محمد سرور شاہ گیلانی نے اسے اردو ترجمے کی صورت (مشتمل بر سولہ صفحات) میں شائع کیا۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیر نظر تقریر سیرت ﷺ ''رحمت للعالمین'' کے آخری پیرا میں آقائے نامدار سرور دوجہاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''پیغمبر آخرالزماں'' اور ''رحمت للعالمین'' کے معزز القابات سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کے مختلف حصوں اور وقتوں کے لیے انبیائے کرام تشریف لاتے رہے۔ ان کی تعلیم عالمگیر نہ تھی اور عالمگیر ہو بھی کیسے سکتی تھی جبکہ انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں ابھی بہت وقت درکار تھا۔ بالآخر ہمارے ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورود مقدس اس وقت ہوا جب دنیا ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی تھی جہاں سے وہ حقائق و معارف کے تمام امور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اس لیے ہمارے پیغمبر آخرالزماں کو ''رحمت للعالمین'' کے معزز لقب سے خالق اکبر نے سرفراز فرمایا''۔

جناب محمد حنیف شاہد نے اس کتابچے کو مکمل شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ''رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کو عظیم انقلاب کا نام دیا اور فرمایا:

''اسلام کے فاتحانہ سیلاب میں دنیا کی توہم پرستیاں خس و خاشاک کی طرح بہ گئیں اور جس جگہ بُت پرستی اور شرک و طغیان کی خاردار جھاڑیاں تھیں وہاں گلشنِ توحید لہلہانے لگا۔ اسلام دنیا میں ایک پاکیزہ تہذیب کا درخشاں باب ہے۔ ایک یتیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی مخالفت میں طاغوتی

طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ جس کو گھر سے بے وطن کر دیا گیا اور جسے طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں بالآخر عزم الامور کے طفیل ایک وحشی قوم کو فتح و نصرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں بے مثل طور پر کامیاب ہوا اور جو لوگ سیاسی، معاشی اور عمرانی تاریکیوں کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے، وہی پاکیزگی، توحید، حریت، صداقت اور شجاعت میں ضرب المثل ہو گئے۔ ایک ربع صدی میں ایسے زبردست انقلاب کو پیدا کرنا تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی وقت میں مصلح اعظم، کمانڈر انچیف، حاکم، مجسٹریٹ اور قوموں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والے تھے۔

از بسکہ جہاں تک انسانیت کے بنیادی اصولوں کا تعلق ہے اس چراغ نیلوفری کے نیچے ہر ایک جگہ ایک جیسی ہے۔ اس لیے زندگی کے تمام مسائل کم و بیش ہر ایک جگہ یکساں ہوتے ہیں جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال بیشتر چند الٰہی قوانین کی تاثیر نے عربوں کی مُردہ قوم کو از سرِ نو زندگی کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح آج ان قوانین کی برکت سے غلام ہندوستان کی قسمت بدلی جا سکتی ہے"۔ اسلامی قوانین آج بھی ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے بین الاقوامی مصائب کو حل کر سکتے ہیں"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے مذہب کی بنیاد رکھی جس نے مشرق سے لے کر مغرب تک زندگی کے ہر شعبے میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا اور روحانی، دماغی، سوشل، سیاسی اور اقتصادی پستیوں کو چشم زدن میں رفعت سے آشنا کر دیا۔ آج بھی ہمیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پکار پکار کر اپنی طرف بلا رہی ہے۔ کاش! ہم اس آواز کو سن سکیں۔

"رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریر سیرت از قائداعظم"

شائع کردہ سید سرور شاہ گیلانی تحریک تنظیم مساجد۔ لاہور

عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید سے خطاب

25۔ جنوری 1948ء کو قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ گورنر جنرل پاکستان نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب سعید پر اپنے اعزاز میں کراچی بار ایسوسی ایشن کی جانب سے

دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے۔ یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر نہیں کی جائے گی۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

آج بھی اسلامی اصولوں کا زندگی پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو برس پیشتر ہوتا تھا۔ جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں یا کچھ لوگ جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں، میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اسلام اور اس کے اعلیٰ نصب العین نے ہمیں جمہوریت کا سبق پڑھایا ہے۔ اسلام نے ہر شخص کو مساوات، عدل اور انصاف کا درس دیا ہے۔ کسی کو جمہوریت، مساوات اور حریت سے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ دیانت کے اعلیٰ ترین معیار پر مبنی ہو اور اس کی بنیاد ہر اس شخص کے لیے انصاف اور عدل پر رکھی گئی ہو۔

ہمیں اسے (پاکستان کا آئندہ دستور) بنا لینے دیجئے۔ ہم اسے بنائیں گے اور ہم اسے ساری دنیا کو دکھائیں گے۔

قائداعظم تقاریر و بیانات۔ جلد چہارم ترجمہ
اقبال احمد صدیقی لاہور، بزم اقبال 1998ء
(مذکورہ کتاب صفحہ 51)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے اسلامی افکار

تحریک پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے جناب زاہد حسین انجم لاہور نے ''قائداعظم، سیرت و کردار کے آئینے میں'' یہ تحریک پاکستان اور سیرت و کردار قائداعظم پر ایک نہایت مفصل کتاب شائع کی ہے جس میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف جلسوں میں اسلامی افکار پر مبنی خطابات کو تحریر کیا گیا ہے۔ جس سے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو الفیصل ناشران و تاجران کتب۔ اردو بازار۔ لاہور نے شائع کیا ہے۔

پاکستان کا دستور......قرآن حکیم ہوگا

قیام پاکستان سے قبل ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا تھا کہ پاکستان کا دستور کیا ہوگا اور وہاں کس نظام کے تحت حکومت قائم کی جائے گی۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کا جواب بارہا یہ دیا تھا۔ ہمیں کسی دستور کے بنانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس بنا بنایا دستور موجود ہے۔ یعنی قرآن حکیم۔

قائداعظم، سیرت و کردار کے آئینے میں ص ۱۶۱

احادیث مبارکہ پر مشتمل کتب کا مطالعہ فرمانا

قیام کوئٹہ کے دوران ایک روز یحییٰ بختیار (اٹارنی جنرل پاکستان) اپنا کیمرہ اور فلیش لے کر قائداعظم کی رہائش گاہ پہنچے۔ اس وقت قائداعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث پر مشتمل ایک کتاب کا مطالعہ کررہے تھے۔ یحییٰ بختیار یہ چاہتے تھے کہ وہ قائداعظم کی تصویر ایسے زاویے سے لیں کہ کتاب کا ٹائیٹل بھی فوکس میں آسکے۔ لیکن قائداعظم نے تصویر کھنچوانے سے پہلے یہ کتاب علیحدہ رکھ دی اور یحییٰ بختیار خاں صاحب سے فرمایا کہ میں ایک مقدس کتاب کو اس قسم کی پبلسٹی کا موضوع بنانا پسند نہیں کرتا۔

مذکورہ کتاب صفحہ ۱۴۹

احترام صحابہ کرامؓ و خلفائے راشدین

قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں یہ بہت مشہور ہے کہ وہ شیعہ تھے۔ حالانکہ انہوں نے پوری زندگی میں اپنے کسی عمل سے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ شیعہ تھے۔ انہوں نے اپنے عقیدے کی تبدیلی کا اعلان ضروری نہ سمجھا تھا۔ کیونکہ وہ دکھلاوے کو پسند نہ کرتے تھے۔

قائداعظم عموماً طور پر طلباء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے یونین ہال میں ملنے کا وقت دیتے

تھے۔ اکثر صاحبان آپ سے وہیں ملتے۔ سوالات کرتے اور تشفی بخش جواب پاتے۔ اہل تشیع میں سے ایک صاحب کو یہ بات گراں گزری کہ قائداعظم اپنے عقیدے کو کیوں چھپائے رکھتے ہیں اور اسے ظاہر کیوں نہیں کرتے۔ اس لیے انہوں نے اس بات کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک سوال کیا جس سے ان کی ذات وصفات پر حرف آتا تھا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گئے اور انگریزی میں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ان سے یوں مخاطب ہوئے۔ ''یعنی اگر آپ تاریخ اسلام سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خارج کر دیں تو پھر آپ کے پاس باقی رہ کیا جاتا ہے''۔ یہ ایک ایسا جملہ تھا جسے سن کر سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

(نقوشِ عظمت: نیارنگ پبلی کیشنز۔ لاہور)

(مذکورہ کتاب ۱۲۹)

ہماری نجات......اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے مسلمان تھے۔ اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کریں جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

14۔ فروری 1947ء کو انہوں نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا۔

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں (مذکورہ کتاب صفحہ 128)

قرآن پاک سے رہنمائی

قائدعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام اور اسلامی روایات سے گہرا لگاؤ تھا۔ اور بقول پروفیسر جمیل الدین احمد ہرچند کہ وہ اپنے عقائد کی نمائش نہ کرتے تھے۔ لیکن اندر سے سچے مسلمان

تھے۔ قرآن پاک ان کی زندگی اور فکر کا بنیادی سرچشمہ رہا۔ میاں بشیر احمد مرحوم رحمۃ اللہ علیہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کی جھلکیاں میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں مسلمانوں کے حال اور مستقبل کے بارے میں مایوسی کے انداز میں گفتگو کر رہا تھا تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے روکا اور نہایت سنجیدگی سے قرآن پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو قریب ہی میز پر رکھا تھا۔

ہم کیوں متفکر ہوں، کیوں مایوس ہوں، جب ہمارے پاس یہ عظیم کتاب رہنمائی کے لئے موجود ہے۔

پروفیسر منور علی خاں

مذکورہ کتاب ص ۱۱۷

نامحرم سے لاتعلقی کا اظہار کرنا

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں میں حصول تعلیم کی خاطر انگلستان میں مقیم تھے کہ ایک روز شطرنج میں مات کھانے کے بعد انگلستان کی ایک خاتون نے معاہدے کے مطابق اپنی مرضی یوں استعمال کرنا چاہی کہ محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ اس کے ساتھ رقص کریں تو جناح محض اس لیے مجلس سے واک آؤٹ کر گئے تھے کہ اسلام نے اپنی بیوی کے علاوہ کسی عورت سے تعلقات بڑھانے کی اجازت نہیں دی۔

(قائداعظم کے افکار و کردار۔ راجا رشید محمود)

مذکورہ کتاب ص ۱۲۲)

ہر تقریر میں اسلامی اقدار کی عظمت کو اجاگر کرنا

قائداعظم کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو ان کا اسلام کے ساتھ لگاؤ تھا۔ ان کو اسلام کے زریں اصولوں پر پورا اعتماد تھا اور وہ اسلامی اخوت، رواداری اور اسلامی بھائی چارے پر پورا اعتماد رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی ہر تقریر اور بیان میں اسلامی اقدار کی عظمت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی اور

مسلمانانِ ہند پر واضح کر دیا کہ ان کی نجات اس امر میں مضمر ہے کہ وہ اسلامی روایات پر عمل پیرا ہوں۔

(ملک افتخار علی۔ نوائے وقت لاہور)

16 ستمبر 1980ء

جناب زاہد حسین انجم نے اپنی کتاب میں قائداعظم محمد علی جناح کی سیاسی جدوجہد اور ان کے کردار کی بلندی پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ یہ چند حوالے ان کی اسلام سے محبت کا منہ بولتا ناقابلِ تردید ثبوت ہیں۔

مسٹر محمد علی جناح

قائد سے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کیسے بنے؟

مولانا کوثر نیازیؒ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یوں تو مادر گیتی ہر روز لاکھوں افراد کو جنم دیتی ہے لیکن ان میں بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو تاریخ کے صفحات اور لوگوں کے ذہنوں میں اپنے نقوش ثبت کیا کرتے ہیں قائداعظمؒ انہی میں سے ایک تھے۔ انہوں نے پاکستان کی صورت میں ایک ایسا حسین و جمیل اور خوش آئند نقش صفحہ گیتی پر ثبت کیا کہ جب تک یہ نقش سلامت اور قائم رہے گا۔ ان کی یاد دلاتا رہے گا...... یہ بات سمجھ لی جانی چاہئے کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس مختصر مطالعۂ کردار سے ہماری غرض محض ان کو خراجِ تحسین پیش کرنا نہیں بلکہ ان سنگ ہائے میل کی نشاندہی کرنا ہے جو ہماری قومی شاہراہِ زندگی پر بھی نصب ہونے چاہئیں۔

ان کی سیرت کوئی سربستہ راز نہیں تھی جس کے جاننے کے لئے راز دانوں کی ضرورت محسوس ہو اس لئے ان کی زندگی کی جزئیات اور تفصیلاتِ آزادی کے ہر طالب علم کے سامنے پوری طرح عیاں ہیں اور ان کی مضبوط سیرت، ان کا عزم بلند، ان کا پختہ کردار، ان کی اصول پسندی، ان کی مستقل مزاجی اور ان کی ملی حمیت وہ خصوصیات تھیں جن سے ان کی زندگی عبارت تھی وہ جس بات کو حق سمجھتے تھے اس پر ڈٹ جاتے تھے اور پھر انہیں کوئی قوت کوئی لالچ اور کوئی ترغیب و تحریص متزلزل نہ کر پاتی تھی جن اصولوں کو انہوں نے درست سمجھا ہمیشہ ان کا پاس کیا۔ جو مقصد انہوں نے اپنے پیشِ نظر رکھا اسے پورا کرنے میں اپنی ساری صلاحیتیں جھونک دیں اور جس نصب العین کو انہوں نے ایک بار اپنا لیا اس تک پہنچنے کی جدوجہد میں اپنا خون جگر صرف کر دیا ان کی ایک بڑی خصوصیت مزاج ملی سے ہم آہنگی اور ان کی جمہوریت پسندی تھی۔ ملت کی قیادت ہاتھ میں لینے سے پہلے ان کے اور ملت کے عام افراد کے

درمیان وہی بُعد تھا جو آج بھی اونچے اور متوسط طبقے کے افراد میں پایا جاتا ہے۔ لیکن جب انہوں نے ملت کی قیادت سنبھالی اس کے قریب تر ہونے کی سعی کی اس کی امنگوں کو اپنی امنگیں سمجھا اور اس کے دل کی دھڑکنوں میں اپنے قلب کی دھڑکنوں کو سمو دیا۔ فکر و نظر، لباس اور طور اطوار میں اپنے آپ کو ملت سے ہم آہنگ بنانے میں کوشش کی اور یہی وہ بات تھی جس نے انہیں ملت کی آنکھ کا تارا بنا دیا اور ملت نے پورے اعتماد کے ساتھ اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا اور بالآخر اسی اعتماد کے بل پر وہ کرہ ارض کے نقشے پر ایک اسلامی مملکت ابھارنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کی ایک اور بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے قومی اور سیاسی کاموں سے ذاتی مفاد حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ روپیہ اور شہرت جیسی چیزیں ان کو اپنی محنت و قابلیت کے بل پر پہلے ہی حاصل تھیں، قوم کی قیادت یا مناصب نمائندگی کے ذریعے انہوں نے اپنی ذات کے لئے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا، جائیداد نہیں بنائی، قومی دولت میں سے کوئی حصہ ناجائز طریقے سے نہیں اڑایا، عزیزوں اور دوستوں پر من نہیں برسایا، یا لائسنسوں اور پرمٹوں کا خوان یغما نہیں لٹایا، پھر انہوں نے اپنے اثر و رسوخ، عہدہ اختیار اور سربراہی ملت کے بل پر کبھی ذاتی خدائی جمانے کی کوشش نہیں کی، عوام پر کبھی دھونس نہیں جمائی اور اپنے آپ کو معیارِ قانون اور مختارِ کل نہیں بنایا۔

ان کے کردار کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے ایک بڑا عظیم الشان سیاسی معرکہ خالص دلیل کی طاقت کے بل بوتے پر لڑا اور اس میں کامیابی حاصل کی، ایک لمحہ کے لئے جبریت و دہشت یا سازش و تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا، ساری جدوجہد میں دستور و قانون کی پابندی برقرار رکھی اور ہمیشہ آئینی طریقے کار سے بازی جیتنے کی کوشش کی، عوام پر اعتماد کیا اور رائے عامہ کو ساتھ لے کر چلے۔ یہ اس وجہ سے تھا کیونکہ ان کے ذہن کی بنیادی ساخت جمہوریت پسندانہ تھی۔ انہوں نے عملاً ساری عمر پارلیمانی طریق کار کے تحت کام کیا اور اس کے اصولوں و روایات کی کڑی پابندی کرنے کی ایک روشن مثال قائم کی۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے یہ نقوش بلاشبہ بڑے حسین و جمیل اور بڑے دل آویز

اور دل کش ہیں مگر مجھے کہنے کی اجازت دیجئے کہ ان میں سے کوئی نقش ایسا نہ تھا جس نے قائد کو قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ بنا دیا ہو ان نقوش نے ان کو قائدِ اعظم بنانے میں مدد ضرور دی لیکن تنہا انہی خصوصیات کی بنا پر وہ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نہیں بنے۔ یہ بات واضح طور پر ہمارے سامنے ہے کہ 1930ء تک قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کوئی نصب العین نہ تھا اس لئے وہ اپنی فکر وعمل کی عظیم صلاحیتوں کے باوجود قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نہ بن سکے۔ وہ بڑے کامیاب وکیل تھے اور کامیاب وکیلوں کی ہماری یہاں اب بھی کمی نہیں، وہ بڑے بااصول تھے اور ہم ایک نہیں اس دور کے کئی لیڈروں کے نام گنوا سکتے ہیں جو بڑے بااصول تھے اور جن کو کسی قیمت پر اپنے موقف سے نہیں ہٹایا جا سکتا تھا وہ بہترین پارلیمنٹیرین تھے وہ سراسر قانونی اور آئینی ذہن رکھتے تھے اور آئین سے بال برابر اِدھر اُدھر نہیں ہوتے تھے یہ تمام خوبیاں یقیناً قابل ستائش ہیں لیکن حق یہ ہے کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ ان خوبیوں کی وجہ سے قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نہیں بنے تھے یہ تمام خوبیاں زیادہ لوگوں میں نہیں تو سو پچاس میں تو آج بھی مل ہی جائیں گی یہ قوم ایسی گئی گزری بھی نہیں کہ اس میں بااصول، راست گو، حق پرست اور قانون و آئین پسند لوگ ہی سرے سے ناپید ہو جائیں اس لئے وہ یہ خصوصیات نہیں ہیں جنہوں نے قائد کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ بنایا مگر محض انہی خصوصیات پر قیادتِ عظمیٰ کا تاج کسی سر پر رکھا جانا ہو تو اس کے لئے تو اس دور کے کتنے ہی امیدوار نظر آئیں گے۔ اصل چیز جس نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو قائداعظم بنا دیا وہ ''نصب العین'' تھا جس کے اصول پر انہوں نے 1937ء کے بعد اپنی جدوجہد کو مرکوز کر دیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ 1940ء میں قائداعظم بن گئے انہوں نے......

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ

کا نعرہ بلند کیا تو قوم کے پورے مجموعی ضمیر نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔ بمبئی، مدراس، سی پی یوپی، میسور، متعدد ایسے علاقے تھے جن کا پاکستان میں شامل ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لئے ان علاقوں کے رہنے والے لوگوں کے لئے پاکستان کے تصور میں کوئی فائدہ نظر نہیں آ سکتا تھا۔ انہیں اس میں دلچسپی نہیں ہونی چاہیے تھی لیکن اس کے باوجود پاکستان کے اس ''مطلب'' شرق و غرب کے ہندی مسلمانوں

کے اعصاب پر ایک عجیب اثر کیا اور ہندوستان کے ہر گوشے سے......

"لے کے رہیں گے پاکستان" اور

"دینا پڑے گا پاکستان"

کی آوازیں اٹھنے لگیں۔ ہندو اور انگریز دونوں اس ریلے کے سامنے بہہ گئے اور پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو اس دنیا میں ہماری زبانی تعریف و توصیف اور اس کی شان میں کی جانے والی کوئی قصیدہ سرائی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس کے لئے تو وہی نیک اعمال فائدہ بخش ہو سکتے ہیں جو اس نے اپنی زندگی میں کئے ہوں یا باقیات الصالحات کے طور پر اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نیک عمل پاکستان کی صورت میں موجود ہے، اس مملکت کے لئے یہ کہہ کر انہوں نے جدوجہد کی تھی کہ اس میں "اسلامی نظام حیات" قائم کیا جائے گا، پاکستان بنانے میں تو وہ کامیاب ہو گئے لیکن اسے اسلامی بنانے کی انہیں مہلت نہ مل سکی۔ اس طرح ان کا یہ سب سے بڑا نیک عمل اب تک ادھورا ہے ہم ان کے اس ادھورے نیک عمل کو مکمل کر کے اور "باقیات الصالحات" کی صورت دے کر ان کے لئے دوسری دنیا میں ثواب اور بلند مراتب کا دوامی سامان کر سکتے ہیں، پاکستان کی اسلامی مملکت سے جب تک اللہ کا کلمہ بلند ہوتا رہے گا اور دنیا کو فلاح و خیر حاصل ہوتی رہے گی اس کا حسن ثواب قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جاتا رہے گا۔

اقتباس "قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تصور پاکستان"

مشاہدات و تاثرات ص ۳۰۵

☆☆☆☆☆

نوٹ

"قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے اسلامی افکار، نظریہ پاکستان اور قائداعظم کا تصور پاکستان کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد قائداعظم کی زندگی کا روحانی پہلو پیش خدمت ہے"۔

بانی پاکستان
قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ
کی زندگی کا روحانی پہلو

===☆===

تعارف: منشی عبدالرحمٰن خان

پیدائش 1913ء وفات 1989ء

ممتاز صحافی اور ادیب، وہ ملتان میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم پائی اور صحافت کے شعبے سے وابستہ ہو گئے۔ مختلف اخبارات میں کام کیا۔ آفتاب، بیدار، شہباز، آزاد اور نوائے وقت میں خدمات سرانجام دیں۔ متعدد کتابیں لکھیں جن میں قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ اور کردار لائق ذکر ہیں۔

(قائداعظم سیرت وکردار کے آئینے میں صفحہ ۲۳۲)

☆

سیاسی زندگی کے ساتھ ساتھ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت اس ''مرد غازی'' نے کی جو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار بغداد سے اس غرض کے لئے مامور من اللہ ہو کر آئے تھے۔ وہ درجہ میں ''ابدال'' تھے بڑے صاحبِ فراست تھے بُعد زمان ومکان ان کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ دس بیس سال بعد میں ہونے والے واقعات پیشگی لکھ کر بھیج دیتے تھے۔ میں خود بھی ان کی تربیت میں تھا وہ اپنی روحانیت کی بنا پر قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقرب

ومعتمد بن گئے۔قائداعظم رحمۃ اللہ کے لئے ان کا بس اشارہ کافی ہوتا ہے۔قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ فوراً تعمیل کرتے۔انہیں چوٹی کے سب لیگی لیڈر جانتے تھے۔اس لئے جسے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بات منوانے کی جرات نہ ہوتی وہ ان ہی کے ذریعہ اپنا کام نکلواتا۔روحانی دنیا کے نظام کے مطابق چونکہ عارف کی تدفین ابدال کے ذمہ ہوتی ہے۔اسی لئے انہوں نے خود اکیلے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو لحد میں اتارا۔

فیضِ نبویؐ:

آخیر ایام میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مرد غازی کو ایک خاص مشن پر دربار نبویؐ میں بھیجا۔وہ اپنا زیادہ وقت دربار نبویؐ کے خادم خاص آغا اسحاق علی کے پاس گزارا کرتے تھے جو زیر مزار مبارک آنے جانے کے واحد مجاز تھے۔آغا صاحب نے مرد غازی کو بتایا کہ۔

''جس روز قائداعظمؒ کا پاکستان میں انتقال ہوا۔اس روز مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت مسرور نظر آتے تھے۔فرمایا کہ آج ہمارا دوست آرہا ہے۔اس کی آمد کی خوشی مناؤ۔جب دریافت کیا کہ حضورؐ وہ کون ہیں؟ تو فرمایا محمد علی جناح! چنانچہ اس روز ہم نے شیرینی وغیرہ پکائی''۔

مشاہدات وواردات صفحہ ۱۴۹

اس خواب کی تائید اس خواب سے ہوتی ہے۔جو پاکستان بننے سے پہلے سرحد ہزارہ کے ایک معمر بزرگ نے جو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام ومقام تک سے ناواقف تھے روضہ اطہر کے متصل دیکھا کہ:

''حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنفس نفیس تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ شانہ بشانہ ایک لمبے معمر صاحب سر پر ٹوپی پہنے کھڑے ہیں اور پیچھے لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے۔کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ حضورؐ یہ ٹوپی والے کون ہیں تو آپؐ نے فرمایا''تم نہیں جانتے؟ یہ محمد علی جناح ہیں اور یہ لوگ سب کے سب مجاہد ہیں پھر حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے آب زم زم کی

بہت مقدار لیکر جناح اور اس کے ساتھیوں پر چھڑکی"۔

اس خواب کی پوری تفصیل ہزارہ کے محمد افضل خان بی اے کے قلم سے روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 19 جنوری 1946ء میں شائع ہوئی۔ ان کے علاوہ بھی کئی ثقہ حضرات نے قائداعظمؒ کو دربار نبویؐ میں دیکھا۔ چونکہ عالمِ خواب میں حضورؐ کے سوا اور کوئی حضورؐ کی شکل مبارک میں نہیں آسکتا۔ اس لئے ایسے رویاء صادقہ شک وشبہ سے بالاتر ہوتے ہیں۔

مطالعہ قرآن:

سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظرِ کرم اور اہل اللہ کی دینی وروحانی تربیت نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں کلام ربانی اور ارشاداتِ نبویؐ کے مطالعہ کا شوق پیدا کر دیا اور آپ نے ان کا بغور مطالعہ شروع کر دیا۔ جس نے ان کی دینی بصیرت اور اسلامی شعور میں رہی سہی کی پوری کر دی۔ ان کا تذکرہ انہوں نے خود اگست 1941ء میں حیدر آباد دکن میں طلباء کے اس سوال کے جواب میں کیا کہ "مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں"؟ تو آپ نے فرمایا۔

"میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی، سیاسی ہو یا معاشی غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو"۔

حیات قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۲۷

مومنانہ صفات:

یہ قرآن وحدیث کے مطالعہ اور دینی وروحانی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ میں وہ تمام مومنانہ صفات پیدا ہو گئیں۔ جو قرآن کریم نے ایک ایک کر کے گنوائی ہیں۔ مثلاً

اتباعِ سنت:

دینی تعلیم وتربیت کی وجہ سے قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب وسنت کے اتباع میں شیعہ

کہلانا پسند نہ کیا۔ چنانچہ کوئٹہ میں انہیں ایک شیعہ وفد ملا تو اس نے کہا کہ آپ ہمارے فرقہ میں سے ہیں۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پوری جرأت سے فرمایا۔ (No I am Muslim) ''میں مسلمان ہوں''۔ اسی لئے انہوں نے اینگلو عربیک کالج ہال دہلی میں مسلم خواتین وطالبات سے خطاب کرتے ہوئے کھلے لفظوں میں فرمایا کہ۔

''اب مسلمانوں کی نجات اس میں ہے کہ وہ متحد ہو جائیں۔ وہ شیعہ سنی اور وہابی کے امتیازات کو بالائے طاق رکھ دیں''۔ (نوائے وقت لاہور ۷ نومبر ۱۹۴۶ء) ص ۲)

خوف وخشیت:

خوف وخشیت کا یہ عالم تھا کہ بقول مولانا حسرت موہانی وہ پنجگانہ نماز کے علاوہ بھی بند کمرہ میں کافی کافی دیر سربسجود رہتے اور بلک بلک کر آہ وزاری کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ مولانا پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ وہ اکثر فرمایا کرتے کہ:

''میرے تصور میں ہر وقت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وہی تصویر اور وہی آواز رہتی ہے''۔
(تعمیر پاکستان وعلماء ربانی صفحہ ۱۰۴)

توکل علی اللہ:

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ امارت، وجاہت، عزت، عظمت، محبوبیت، مقبولیت اور اختیار و اقتدار رکھنے کے باوجود ہمیشہ نظر اسباب پر نہیں، مسبب الاسباب پر رکھے تھے وہ اتنے متوکل علی اللہ تھے کہ جب لارڈ مونٹ بیٹن نے پاکستان کے اولین یوم آزادی پر بخوف جان کراچی آنے سے انکار کر دیا اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ:

''اس موقعہ پر سکھوں نے تمہیں بم سے اڑا دینے کا منصوبہ مکمل کر رکھا ہے ایسے حالات میں نہ آپ کے لئے جلوس نکالنا مناسب ہے اور نہ میرے لئے اس میں شرکت''۔ (مشن ود مونٹ بیٹن)

۔۔۔ تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ان الفاظ میں تسلی دی کہ ''گھبراؤ نہیں۔ خدا پر بھروسہ کر کے آ جاؤ، خدا تعالیٰ بہتری کرے گا''۔ تب وہ پاکستان آئے جب وہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

کھلی کار میں بیٹھ کر لاکھوں انسانوں کے پر جوش ہجوم سے بخیریت گزر کر گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو انہوں نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدا اعتمادی کی تعریف کی۔

اسی طرح قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سفر آخرت کی تیاری کے دوران اپنے معالجین ڈاکٹر ریاض علی شاہ کرنل الٰہی بخش کو پریشان دیکھ کر یوں تسلی دی کہ:

''گھبراؤ نہیں! خدا پر اعتماد رکھو، اپنی صفوں میں کجی نہ آنے دو۔ انتشار نہ پیدا ہونے دو۔ ملت کے مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح نہ دو۔ انشاء اللہ قدرت تمہیں مجھ سے زیادہ عقیل اور ذہین رہنما عطا کرے گی جو کشتیءِ ملت کو مشکلات کے بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک پہنچادے گا''۔

حیات قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۲۷

اس دنیا سے روانہ ہوتے وقت آپ نے پاکستان کسی لیڈر یا قوم کے سپرد نہ کیا تھا بلکہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیا اور فرمایا۔

''اے خدا تو نے ہی مسلمانوں کو آزادی بخشی ہے۔ اب تو ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ میری قوم ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے اس کی صفوں کا کج بھی دور نہیں ہوا تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تو ہی اس کا حامی و ناصر ہے''۔ (بحوالہ صدر)

یہ اسی تفویض و توکل کا نتیجہ تھا کہ اللہ جل شانہٗ نے ان کی اس امانت کو 1965ء میں دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رکھا اور شاید اسی لئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص وہ مردِ غازی دربار نبویؐ سے یہ بشارت لائے تھے کہ:

''پاکستان نہیں مٹے گا۔ اس کے مٹانے والے مٹ جائیں گے''۔

عجز وانکساری:

عجز وانکساری کا یہ عالم تھا کہ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسروں کی طرح تعمیر پاکستان کے اپنے اس عظیم تاریخی کارنامہ کو اپنی ذات سے منسوب نہ کیا بلکہ انتہائی عاجزی وانکساری سے فرمایا کہ۔

''یہ مشیت ایزدی ہے، یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی فیض ہے کہ جس قوم کو

برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاسِ سفید سے حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی سازش کررکھی تھی۔ وہ آج آزاد ہے اس کا اپنا ملک ہے اپنا جھنڈا ہے اپنی حکومت ہے اپنا سکہ ہے جب میں یہ محسوس کرتا ہوں تو میرا سر عجز و نیاز کی فراوانی سے بارگاہِ رب العزت میں سجدہ شکر بجالانے کیلئے فرطِ مسرت سے جھک جاتا ہے"۔ (آخری لمحات)

دنیا سے نفرت:

مسلمان جب مومن بن جاتا ہے تو وہ دنیا کو ایک قید خانہ سمجھنے لگتا ہے اور اس سے رہائی پانے کیلئے بیقرار رہتا ہے۔ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بھی آخری ایام میں یہی حالت تھی جس کا اظہار آپ نے ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش سے ان الفاظ میں کیا۔

"آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد پر دو عیار اور مضبوط دشمنوں (انگریز اور ہندو) سے لڑنا پڑا۔ میں نے خدا کے بھروسہ پر انتھک محنت کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک حصولِ پاکستان کے لئے صرف کر دیا ہے میں تھک گیا ہوں۔ آرام چاہتا ہوں۔ اب مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں اپنا کام کر چکا۔ اب مجھے مرنے کا رنج نہیں ہوگا"۔

(آخری لمحات)

حسنِ خاتمہ:

آخرت کی سرفرازیوں کی پہلی منزل حسنِ خاتمہ ہے جو ایک مومن کی آخری نشانی ہے۔ زندگی کے بالکل آخری لمحات میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ کمزوری انتہا کو پہنچ گئی نبض کی دھڑکنیں غیر مسلسل ہوگئیں۔ سانس رک رک کر آنے لگی۔ اس عالم میں قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ دو آخری لفظ نکلے۔

اللہ............... پاکستان

حالانکہ اس وقت ان کے پاس تلقین کرنے والا کوئی موجود نہ تھا۔ زندگی کے آخر لمحہ تک اللہ

سے ان کا تعلق قائم رہنا۔ ان کے مقام کی بزبان حال نشاندہی کر رہا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مقامِ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ:

اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے ''مومن وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں وہ لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ وہی سچے مومن ہیں''۔ (انفال ۹/1) ''میں ان کیلئے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دیتا ہوں''۔ (مریم ۱۶/۶) اور ان کو ملک میں حکومت دیتا ہوں۔ (النور ۱۸/ ۷) میں انکو دوست بنالیتا ہوں (جاثیہ ۲۵/۳) اور جو اللہ کے دوست (ولی) بن جاتے ہیں ان کو نہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (یونس ۱۱/ ۷)۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا صفات پر جب ہم قرآن کی روشنی میں نظر دوڑاتے ہیں تو ان کے مومن کامل ہونے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ لیکن مولا کریم تو ہر معاملہ میں اتمام حجت کرنے کا عادی ہے۔ اس لئے یہ بات شروع سے علمِ الٰہی میں تھی کہ کفار کے دوست انہیں کافرِ اعظم کہیں گے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو عالم خواب میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اولیاء اللہ کی صفوں میں بیٹھا ہوا دکھا دیا کہ وہ کافر اعظم نہیں بلکہ ''مومن اعظم'' ہیں۔

حضرت تھانویؒ کے خواہر زادہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کا بیان ہے کہ حضرت تھانوی نے فرمایا۔

> ''میں خواب بہت کم دیکھتا ہوں مگر آج میں نے عجیب خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے گویا کہ میدان حشر سا معلوم ہو رہا ہے اس مجمع میں اولیاء علماء صلحا کرسیوں پر بیٹھے ہیں مسٹر محمد علی جناح بھی اسی مجمع کے ساتھ عربی لباس پہنے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ اس مجمع میں کیسے شامل ہو گئے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ محمد علی جناح آج

کل اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔اسی واسطے ان کو یہ درجہ دیا گیا ہے"۔

(تعمیر پاکستان وعلماء ربانی صفحہ ۱۱۱)

چنانچہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی انہیں اولیاءاللہ جیسا مقام ملا کہ تمام عالم اسلام میں لاکھوں مسلمانوں نے بلاتحریک وترغیب ایصالِ ثواب کیلئے ختم قرآن کریم کئے اور آج تک ان کے مزار پر لوگوں کا بالکل اسی طرح تانتا بندھا رہتا ہے، پھول چڑھائے جاتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی رہتی ہے جس طرح اولیاءاللہ کے مزاروں پر ہوتی ہے۔ان کے عارف باللہ ہونے کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ جس روز قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے اس روز ان کے معتمد خصوصی یعنی وہ مردِ غازی آپ کا ایک خاص پیغام لیکر دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو روانہ ہو چکے تھے۔روحانی دنیا کے نظام کے مطابق چونکہ عارف کی تدفین ابدال کے ذمہ ہوتی ہے اس لئے وہ آپ کی وفات کی خبر سنتے ہی جہاز سے واپس لوٹے جن کو دیکھ کر بموجودگی خواجہ ناظم الدین وسردار عبدالرب نشتر شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے ان کو فرمایا۔"لو بھائی اب اپنے دوست کو خود سنبھالو" چنانچہ انہوں نے ہی خود اکیلے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں اتارا۔جس کی تفصیل انہوں نے مجھے ایس محمدی جہاز سے 17 ستمبر 1948ء کو لکھی۔آپ نے لکھا کہ:

"۱۲۔ستمبر ۴۸ء کی صبح کو جہاز کی روانگی تھی کہ حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔یہ ایسا اچانک صدمہ تھا کہ طبیعت قابو میں نہ رہی۔سامان کو جہاز میں چھوڑا خود نماز جنازہ کیلئے واپس شہر آیا۔خدا کا شکر ہے کہ کندھا دیا اور میں نے اپنے ہاتھ سے حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں اتار دیا۔ان کا وزن بمشکل 15۔20 سیر ہوگا۔جب میں نے سر کی طرف کا بند کھولا اور پیشانی پر آخری بوسہ دیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نہایت ہی گہری نیند سو رہا ہے۔سکرات موت کے کوئی اثرات نہ تھے قوم کا غم آخر اس بوڑھے جرنل کو قبر میں لے گیا"

مشاہدات وواردات صفحہ ۱۴۰

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تکفین کا آنکھوں دیکھا حال مجھے نامور شاعرِ اسلام حضرت اسد

ملتانی نے 28۔ستمبر 1948ء کے مکتوب گرامی میں یہ لکھا کہ:

''ان کے لئے کوئی خاص تابوت نہیں بنوایا گیا بلکہ قریب کی مسجد سے ایک عام تابوت منگوایا گیا۔ اس میں کھجور کے پتوں والی چٹائی بچھائی گئی کفن کے لئے بھی بالکل معمولی لٹھا ڈپو سے منگایا گیا۔ تابوت پر محض پاکستانی جھنڈا ڈالا گیا اور دیگر کسی قسم کی قیمتی چادر وغیرہ نہ ڈالی گئی۔ جھنڈے کے اوپر سر کی جانب تھوڑے سے پھول رکھے تھے البتہ قبر پر پھولوں کے انبار لگ گئے۔ روزانہ پھول ہٹائے جاتے ہیں اور نئے پھولوں کا پھر انبار لگ جاتا ہے۔ ابھی تک قرآن خوانی کا سلسلہ جاری ہے اور ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اس مردِ خدا نے عجیب موت پائی ہے''۔ (بحوالہ صدر)

اِن حقائق کی موجودگی میں اس اَمر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قایدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عنداللہ عندالرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عندالناس کیا مقام تھا۔ ان ناقابلِ تردید شواہد کی روشنی میں بھی اگر کسی کو قوم کا یہ ناخدا باخدا نظر نہ آئے تو اسے اس کی سپرہ چشمی سے معذور سمجھنا چاہئے۔

انعام الٰہی:

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی سے دین کی خدمت لینا چاہتا ہے تو اسے سب سے پہلے دین و دانش بخشتا ہے پھر فہم و فراست سے مالا مال کرتا ہے۔ اس کی نظر میں وسعت، اس کے قلب میں خشیت، اس کے منطق میں اثر و تاثیر اور عوام و خواص میں اس کے لئے محبت، عزت، عظمت اور مقبولیت پیدا کر دیتا ہے۔ دشمنوں اور مخالفوں کے دلوں میں اس کی ہیبت بٹھا دیتا ہے حاسدین، معاندین اور ناقدین کے حوصلے پست کر دیتا ہے۔ غرضیکہ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

ع فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنابندی

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں ایک اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالنے اور اس میں نظام دین رائج کرنے کے لئے مغرب زدہ طبقہ سے جب قایدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب کیا گیا تو ان میں مذکورہ بالا

تمام خصوصیات پیدا کردی گئیں۔ ان کی مدد سے انہوں نے "لا الٰہ الا اللہ" کی بنیاد پر اس خوبی سے ایک دینی تحریک، سیاسی رنگ میں چلائی کہ جن کو دین سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا یا جو علماء ربانی فتنوں کے ڈر سے حجروں اور خانقاہوں میں گوشہ نشیں ہو گئے تھے۔ وہ سب کے سب قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پشت پناہی کے لئے "لا الٰہ الا اللہ" کے پرچم کے نیچے جمع ہو گئے اور انہوں نے دشمنانِ اسلام یعنی انگریزوں اور ہندوؤں کے ساتھ بے تیغ و تفنگ حصول پاکستان کے لئے ایک ایسی جنگ لڑی کہ جس کی دشمن بھی داد دینے پر مجبور ہو گیا۔ گاندھی اینڈ کو کے اخبار "ہندوستان ٹائمز" نے لکھا۔

"قائدِ اعظم کے عزم بالجزم کے سامنے حقائق مٹ گئے اور خواب و خیال حقیقت کی شکل میں مجسم ہو کر دنیا کے سامنے آ گئے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کی عظیم شخصیت (گاندھی) کو للکارا اور بازی جیتی جو ان کے ارادہ کی پختگی اور خلوصِ نیت کا نتیجہ ہے"۔

ہندوستان میں مسلمانوں نے بیسیوں تحریکیں چلائیں۔ مگر ان کے رہنماؤں کو چونکہ اعانتِ ایزدی حاصل نہ تھی۔ اس لئے کوئی تحریک بھی عروسِ کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔ اور نہ کسی عوامی لیڈر کو قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسا مقام نصیب ہوا۔ تحریکِ پاکستان چونکہ خالص دینی بنیاد "لا الٰہ الا اللہ" پر چلائی گئی۔ جس کا مقصد نظامِ دین رائج کرنے کے لئے اسلامی سلطنت کا قیام تھا اور اس کا قائد دینِ اسلام کی سربلندی چاہتا تھا۔ اس لئے اعانتِ ایزدی حاصل رہی۔ کیونکہ ارشادِ ربانی ہے کہ "ولینصرن اللہ من ینصرہ"۔ کہ جو بھی فرد، جماعت یا حکومت دین کی امداد کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو جائے گی اس کی فتح و کامیابی یقینی ہوتی ہے۔

مقامِ افسوس ہے کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کسی سوانح نگار نے ان کی زندگی کے اس پہلو پر تحقیق کرنے یا اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش نہیں کی اور جنہیں ان باتوں کا علم تھا یا جن کے علم میں یہ باتیں لائی گئیں۔ انہوں نے بھی ان سے اغماض برتا اور انہیں صیغہ راز میں رہنے دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک دین کی اتنی ہی اہمیت نہ تھی جتنی سیاست کی تھی اس لئے ہر کس و ناکس یہی کہتا نظر آتا کہ قائد

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیاست نے پاکستان بنا دیا۔ حالانکہ ان کی ساری سیاست دین کے تابع تھی اور پاکستان محض ان کی دینی تربیت دینی بصیرت اور دینی تحریک کی بنا پر انہیں احکم الحاکمین کی طرف سے بطور انعام عطا ہوا تھا جس کا اعتراف خود قائداعظمؒ نے ان الفاظ میں کیا:

''کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر (خدا کا) کوئی انعام ہو سکتا ہے؟ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراطِ مستقیم کو اپنے لئے منتخب کر لیا تو ہم اسے زمین کی بادشاہت دیں گے۔ خدا کے اس انعام عظیم کی حفاظت ہر پاکستانی مرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان پر فرض ہے۔ اقتباس: اسلام اور انقلاب

جناب ملک حبیب اللہ مولف کتاب: ''قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو''...... منشی عبدالرحمٰن خان، ملتان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی پہلی تصنیف ''مشاہدات و واردات'' آئی۔ اس کے بعد تعمیرِ پاکستان اور علمائے ربانی چھپی۔ انداز سخن اور کتاب زندگی کی اشاعت ہوئی۔ ان چار کتابوں میں انہوں نے حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جزوی طور پر لکھا۔ اس کے بعد قائداعظم کے اس عظیم سپاہی نے دو معرکۃ الآراء کتابیں تصنیف کیں۔ ''کردار قائداعظم'' اور ''قائداعظم کا مذہب و عقیدہ'' وہ ایک ایسا روشن تاریخی اثاثہ دے گئے ہیں جسے کسی دور میں کبھی بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ منشی عبدالرحمٰن خان **عالم متبحر** ہونے کے علاوہ ایک اعلیٰ پائے کے ''محقق'' بھی تھے۔ اس لیے ان کی کتابیں قولِ فیصل کا درجہ رکھتی ہیں اور اہل علم و نظر کیلئے گراں قدر علمی خزانہ ہیں۔ جناب منشی صاحب اپنی آپ بیتی ''کتاب زندگی'' میں رقمطراز ہیں:

''یہ راز میرے سینے میں محفوظ تھا کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی 'روحانی اور دینی تربیت' نے ہی ان کی سیاست کو عروس کامیابی سے ہمکنار کیا کیونکہ میں بھی انہی بزرگوں کی زیر تربیت رہا جو قائداعظم کی روحانی اور دینی تربیت پر مامور من اللہ تھے! انہی کی معرفت ان کے ذاتی حالات میرے علم میں آئے۔

(قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو صفحہ ۱۴۵)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ کی روحانی و دینی تربیت پر مامور من اللہ "بزرگ" کے احوال

منشی عبدالرحمٰن خان۔ کتاب زندگی کے صفحہ 73 پر تحریر کرتے ہیں:

"وہ پیر باضمیر بزرگ"، "غازی" کے عرفی نام سے معروف تھے۔ کسی زمانہ میں بغداد میں سونے کا کاروبار کرتے تھے۔ جہاں ان کا لاکھوں روپے میں بنک بیلنس تھا۔ رولز رائس موٹر ان کے نیچے رہتی تھی۔ نیک نیت اور اسلام دوست انسان تھے۔ وہاں ان کی کوئی ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ وہ قائد اعظم کی روحانی اصلاح کیلئے (حضرت غوث اعظمؒ کے دربار سے) مامور من اللہ ہو کر امرتسر پہنچ گئے۔ انہوں نے لاہور میں کتابوں کا کاروبار شروع کیا اور تاج کمپنی کے قرآن لیکر حالات کا جائزہ لینے کیلئے ملک کے طول و عرض میں دورے کرتے رہے اور اپنا اثر و رسوخ بڑھا لیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ پنجاب کی طرف سے رکن بن کر قائد اعظم کے اتنے مقرب و معتمد بن گئے کہ اگر کسی لیڈر نے قائد اعظم سے کوئی کام نکلوانا ہوتا تو وہ انہی کی معرفت کام نکلواتا۔ علاوہ ازیں ان کے اقصائے عالم مشاہیر مثلاً سلطان ابن سعود، امیر فیصل، حسن البنا، مولانا شبیر احمد عثمانی سے خصوصی تعلقات تھے۔

(قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو صفحہ ۴۸)

☆☆☆☆☆

جناب طارق مجید (ریٹائرڈ) کموڈور بحریہ۔لاہور نے ایک ایمان افروز وفکر انگیز کتاب: "تخلیق پاکستان پر مہربانی کی چھاپ" تحریر کی ہے۔ جسے نظریہ پاکستان ٹرسٹ، لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب "پاکستان کی روحانی اساس" پر ناقابل تردید دلائل، مشاہدات و واقعات کا انمول علمی خزانہ ہے۔ جناب طارق مجید نے بھی اپنی کتاب میں "قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا روحانی پہلو" ایک باب لکھا ہے۔ چند اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

ایک عظیم لقب جو مقدر نے عطا کیا:

اس بات میں بھی ایک روحانی پہلو کی جھلک ہے کہ "قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ" (عظیم راہ نما) کا خطاب آپ کے نام محمد علی جناح کا صرف لاحقہ ہی نہیں بلکہ ہم معنیٰ بن گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لقب سب سے پہلے ایک مذہبی شخصیت مولانا احمد سعید نے جامع مسجد مرادآباد انڈیا میں 7-دسمبر 1930ء کو اپنی تقریر میں استعمال کیا۔ احمد سعید کے الفاظ تھے۔ "آج مسلمانوں میں سیاست کو سمجھنے والا ان (محمد علی جناح) سے بہتر کوئی شخص نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے قائداعظم کے وہ بجا طور پر مستحق ہیں"۔
کتاب مذکورہ صفحہ ۲۶

سیاسی نظریات اسلامی اقدار سے ہم آہنگ:

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں "بلند مرتبہ روحانیت" شامل تھی۔ لیکن ان کے کردار کے روحانی پہلو کو ایک دشمن ٹولی نے پوشیدہ طریقوں سے سوچی سمجھی سکیم کے مطابق دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھا۔ بدقسمتی سے اس کام میں وہ کٹ مُلّاں بھی شامل تھے جو انہیں دین سے دور شخصیت کے رنگ میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ایک مہک دار پھولوں سے لدے پھندے درخت کی خوشبو کو کس طرح کوئی قید کرسکتا ہے؟ قائداعظم کی تقاریر، بیانات، اقدامات اور خیالات ان کی روحانیت اور

یقینِ محکم کے آئینہ دار تھے۔ قیامِ پاکستان کے سیاسی اور معاشی پہلوؤں کے بارے میں ان کے خیالات اسلامی تعلیمات سے ماخوذ تھے۔اس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

☆ ہمارا دین، ہماری ثقافت اور اسلامی نظریات، ہمارے آزادی حاصل کرنے کا جذبہ محرکہ ہیں۔

☆ ہم مشیت ایزدی کے شکر گزار ہیں جس نے ہمیں ان باطل قوتوں کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا حوصلہ اور ایقان عطا کیا۔ اگر ہم اپنی راہ نمائی اور اپنا جذبہ قرآن مجید سے حاصل کریں تو میں یہ پھر کہتا ہوں کہ آخری فتح ہماری ہوگی۔

☆ اب آپ سب سے مجھے صرف یہی درکار ہے کہ آپ میں سے ہر کوئی جس حد تک میرا یہ پیغام پہنچے وہ اپنے آپ سے یہ عہد کرے کہ وہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے ضرورت پڑنے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔ ہم نے پاکستان کو ایک عظیم ملک بنانا ہے جس کا مقصود اندرونی امن اور بیرونی امن قائم کرنا ہو۔

☆ یاد رکھیے کہ ہم ایک ایسی ریاست بنا رہے ہیں جو ساری اسلامی دنیا کی تقدیر بدلنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی۔ لہٰذا ہمیں ایک وسیع تر نقطۂ نظر درکار ہوگا۔ ایک ایسا وسیع تناظر جو صوبائی حدود، تنگ نظر قوم پرستی اور نسل پرستی سے ماوراء ہو۔

(مذکورہ کتاب صفحہ ۲۸)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی واحد تمنا:

دہلی میں 22 اکتوبر 1939ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے خطاب کرتے ہوئے جناح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک یادگار بیان دیا۔ یہ ایک انتہائی پرتاثیر بیان تھا جو اسلام کے ساتھ ان کی روحانی وابستگی اور مسلمانوں کی خاطر جس مشن کا بیڑا انہوں نے اٹھایا تھا اس کا مظہر تھا۔ بقول ان کے یہ ان کی زندگی کی اکلوتی تمنا تھی! ان کا یہ بیان اردو میں شائع ہوا۔ عامۃ المسلمین کو عمومی طور پر خطاب

کرتے ہوئے جناح صاحب نے فرمایا:

''مسلمانو! میں نے دنیا بہت دیکھی ہے۔ بہت شہرت و دولت حاصل کی۔ اب مجھے زندگی میں ایک ہی تمنا ہے کہ میں مسلمانوں کو آزاد اور خودمختار دیکھوں۔ میری خواہش ہے کہ جب میں مروں تو مجھے یہ تسلی اور ایمان حاصل ہو کہ میرا ضمیر اور میرا خدا اس بات کے گواہ ہوں کہ جناح نے اسلام سے بے وفائی اور غداری نہیں کی۔ اس نے مسلمانوں کو آزادی دلانے، ان کا دفاع کرنے اور منظم کرنے میں اپنا فرض پورا پورا ادا کر دیا۔ مجھے آپ سے کسی تعریف و توصیف اور گواہی کی ضرورت نہیں، میری خواہش ہے کہ دمِ واپس میرا دل، میرا ایمان اور میرا ضمیر یہ گواہی دیں کہ جناح! تم نے اسلام کے دفاع کا حق ادا کر دیا۔ جناح! تم نے مسلمانوں کے دفاع، تنظیم اور اتحاد پیدا کرنے کا فرض ادا کر دیا۔ میرا خدا یہ کہے کہ: بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور مسلمان ہی مرے۔ تم نے کفر کی طاقتوں کے مقابلے میں اسلام کا پرچم سربلند رکھا''۔

(روزنامہ انقلاب۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

(مذکورہ کتاب صفحہ نمبر ۳۴)

قائداعظم کی زندگی کا ایک اہم راز

ضمیر اختر خان

بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ قائداعظم محسنِ انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں کتنے حساس تھے اور انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی پاسداری کس طور سے کی۔ یہ قائداعظم کی زندگی کا وہ راز ہے جو ہر پاکستانی مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے۔ اس راز کو حال ہی میں ایک دانشور نے منکشف کیا ہے۔

تحریک پاکستان سے جو لوگ واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ 1930ء میں قائداعظم ہندوؤں کے منفی رویے اور مسلمانوں کی بے حسی کے سبب دل برداشتہ ہو کر انگلستان چلے گئے تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ہندوستان واپس لانے کے لیے ان سے بات چیت کی، جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئے۔ مگر قائداعظم کی ہندوستان واپسی کا اصل راز وہ تھا جو مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قائداعظم نے انہیں ایک نشست میں بتایا تھا کہ وہ لندن کی خود اختیار کردہ جلاوطنی کو سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر ختم کر کے ہندوستان واپس آئے تھے، جو انہیں سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک خواب میں دیا تھا۔ اس خواب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے قائداعظم نے بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم نہایت واضح تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا تھا:

''محمد علی، واپس ہندوستان جاؤ اور وہاں کے مسلمانوں کی قیادت کرو''۔ قائداعظم نے یہ خواب سنا کر تاکید کی تھی کہ اس واقعہ کا ذکر ان کی زندگی میں کسی سے نہ کیجیے۔ پھر قائداعظم جلاوطنی کو ختم کر کے واپس آئے اور مسلم لیگ کے تن مردہ میں نئی روح پھونکی اور مطالبہ پاکستان پر ڈٹ گئے اور بالآخر پاکستان بن گیا۔

(ڈاکٹر صفدر محمود، روزنامہ جنگ۔ ۲۹ ستمبر ۲۰۱۱ء)

اس حکم کی تعمیل کے علاوہ قیام پاکستان کے اصل مقاصد سے قائد کس درجے آگاہ تھے، وہ ایک واقعے سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ واقعہ قائداعظم محمد علی جناح کے معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ نے ''بانی پاکستان کے آخری لمحات'' کے عنوان سے اپنی ڈائری میں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ قائد نے ان سے فرمایا:

''جب مجھے یہ احساس ہوتا کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے۔ یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہ کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافتِ راشدہ کا نمونہ بنائیں، تا کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے۔ اس کے پہاڑوں، ریگستانوں اور میدانوں میں نباتات بھی ہیں اور معدنیات بھی۔ انہیں تسخیر کرنا پاکستانی قوم کا فرض ہے۔ قومیں نیک نیتی، دیانت داری، اچھے اعمال اور نظم و ضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں، منافقت، زر پرستی اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں''۔

(روزنامہ جنگ 11۔ ستمبر 1988ء)

اب ذرا اپنا جائزہ لیتے ہیں کہ ہم قائداعظم کے ان تصورات سے کتنے واقف ہیں۔ ہمیں قائداعظم کا صرف ظاہر نظر آتا ہے کہ وہ سوٹ پہنتے ہیں۔ انگریزی بولتے تھے۔ (یاد رہے کہ قائداعظم نے پاکستان بننے کے بعد شلوار قمیض اور اچکن کو بطور لباس مستقل اپنا لیا تھا)، کچھ دانشوروں کے نزدیک وہ سیکولر خیالات کے حامل تھے۔ کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا والہانہ تعلق رکھنے والا شخص جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب میں دیئے گئے حکم کی اس اخلاص کے ساتھ تعمیل کرتا ہے، غیر اسلامی خیالات کا علمبردار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ آیئے عہد کریں کہ سب مل جل کر پاکستان کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کی خواہش کے مطابق خلافتِ راشدہ کی طرز پر ایک فلاحی اسلامی ریاست بنائیں گے۔ (انشاءاللہ)

(ہفت روزہ ندائے خلافت، لاہور)

2۔ جنوری 2012ء

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ
اللہ کا ولی ہے

پیر جماعت علی شاہؒ

امیر ملت حضرت محدث علی پوری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے 27۔اپریل 1947ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس (انڈیا) کے اجلاس میں اپنے صدارتی خطاب میں ارشاد فرمایا:

''جناح کو کوئی کافر کہتا ہے، کوئی مرتد بناتا ہے، کوئی ملعون ٹھہراتا ہے لیکن میں کہتا ہوں وہ ولی اللہ ہے۔آپ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں لیکن میں قرآن وحدیث کی رو سے کہتا ہوں''۔

اس موقع پر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۔

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے۔اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے محبت ان کی''۔

آپ نے فرمایا کہ تم بتلاؤ:

''ہے کوئی مائی کا لال مسلمان جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائداعظم جیسی والہانہ محبت رکھتے ہوں۔یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے۔اب رہی میری عقیدت تم اس کو کافر کہو۔میں اس کو ولی اللہ کہتا ہوں۔

(سلسلہ نقشبندیہ کے نامور صوفیائے کرام کی دینی واصلاحی خدمات، صفحہ ۲۵۰
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکستان صفحہ ۸۱

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے روحانی پہلو کے حوالے سے نامور علماء کرام اور اولیائے کرام کے رویائے صالحہ

مولانا شبیر احمد عثمانی نے 1946ء کے دوران موچی دروازہ کے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

''میں قیام پاکستان کا اس لیے حامی ہو گیا ہوں کہ خواب میں حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:
دیکھو! اس شخص کی ہرگز مخالفت نہ کرنا، یہ میری مظلوم امت کے لیے ہندوستان میں بہت بڑی خدمات سرانجام دے رہا ہے جو اس کی مخالفت کرے گا پاش پاش ہو جائے گا''۔

نوائے وقت، سنڈے میگزین، صفحہ ۱۰
13 جون 2010ء
ماہنامہ نظریہ پاکستان۔ لاہور۔ اکتوبر 2010ء
مضمون: پاکستان کی روحانی اساس از
پروفیسر محمد یوسف عرفان۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد علی جناح کو پاکستان کی فائل دی

سید نصیر الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہنامہ سانول سویرا۔ اسلام آباد اکتوبر 1997ء صفحہ نمبر 15 پر لکھا کہ میرے دادا محترم بابو جی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت محی الدین گیلانی) قائداعظم کے بظاہر غیر شرعی حلیے اور وضع قطع کے حوالے سے تذبذب کا شکار تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ

علیہ کی درسگاہ میں ایک شخص نے آپ سے درج ذیل خواب بیان کیا کہ انہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میز پر ایک فائل پڑی تھی۔ چند لمحے بعد پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ فائل اس شخص کو تھماتے ہوئے مجھے فرماتے ہیں کہ یہ پاکستان کی فائل ہے۔ وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس شخص قائداعظم رحمۃ اللہ تھے۔

(مضمون مذکورہ ماہنامہ نظریہ پاکستان۔ لاہور)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کو جھنڈا عطا فرمایا

1946ء کا طوفانی دور گزر چکا تھا اور پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے والا تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ بہت سے حضرات ملاقات کو آگئے۔ کسی نے کہا حضرت (مولانا حسین احمد مدنی) بازار میں پانچ آنے کا ایک خواب بک رہا ہے کہ سرکار ابدقرار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جھنڈا دیا ہے...... یہ کہاں تک درست ہے؟

کسی نے تیز ہو کر کہا یہ سب جھوٹ ہے مگر حضرت مدنی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کے خواب میں آسکتے ہیں ممکن ہے محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو"۔

سیرت النبی بعد از وصال النبیؐ ص ۳۴۳

(مؤلفہ محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور)

جاؤ اور محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے قافلے میں شامل ہو جاؤ

حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ کا مولوی فرید احمد کو حکم

مولوی فرید احمد

سلہٹ (بنگلہ دیش) میں حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ مولوی فرید احمد کی روایت کے مطابق انہوں نے 1945ء کے رمضان المبارک کی 26 شب کو خواب میں حضرت شاہ جلال کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حکم دیا۔

''فرید تم فرید احمد ہو۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو۔ ایک بہت بڑا اسلامی ملک بننے والا ہے۔ جاؤ اور جناح رحمۃ اللہ علیہ کے قافلے میں شامل ہو جاؤ تم پاکستان بنانے کے لئے ایک سو قدم چلو گے تو جنت تمہارے خیر مقدم کیلئے ایک لاکھ فرلانگ کا فاصلہ طے کرے گی''۔

مولوی صاحب نے بتایا کہ جب میری آنکھ کھلی تو میرے ہوسٹل کے کمرے میں خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ میرے روم میٹ کی آنکھ بھی کھلی ہوئی تھی۔ اور شاید خوشبو نے اسے بیدار کر دیا تھا۔ میرا کمرہ اس کے بعد بھی خوشبو سے مہکتا رہا۔ میں نے کلمہ شہادت پڑھ کر وضو کیا اور شکرانے کے نفل ادا کئے۔ اس وقت صبح کے چار بجے تھے۔ سحری کا وقت ہو چکا تھا میں نے سحری کھائی اور روزے کی نیت کر کے کلکتہ روانہ ہو گیا۔

(روزنامہ نوائے وقت۔ لاہور)

14۔ مارچ 1999ء

فیضانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور پاکستان

''میرے دادا راضی ہو گئے کہ ایک ملک اسلام کے نام پر بنایا جا رہا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ آپ نے پاکستان میں شمولیت اختیار کی۔ مگر وہ ہچکچا رہے تھے۔ کیونکہ یہ بڑا فیصلہ تھا۔ وہ یہ کام نہیں کر رہے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

”کہ ایک ملک اسلام کے نام پر بن رہا ہے اور تم اس میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہو؟ اس لئے وہ پاکستان سے مل گئے۔ مجھے یہ بات میرے والد نے بتائی اور ان کو میرے دادا نے بتائی“۔ (پرنس عمر، پرنس آف قلات، بلوچستان)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پاکستان صفحہ نمبر ۱۶

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب

پاکستان کا قیام عطیہ خداوندی اور سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔ یہ کوئی مبالغہ آرائی یا بانی پاکستان سے غلو نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے، قائداعظم پر سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر التفات ہے جب اہل اپنا فرض بھول گئے ...... تو ان حالات میں رحمتِ دوعالم، نورِ مجسم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہندوستان میں ایک اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالنے کے لیے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب فرمایا۔

حضرت قبلہ عالم، سیدنا راہنمائے اولیاء پیر احمد میاں شاہ قدس سرہٗ العزیز نے یہ مژدہ جانفزا یوں سنایا:

"روحانیت میں پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم ہو رہی تھی تو اس کی سرحد ہم نے کھینچی۔ ایک درویش نے اعتراف کیا کہ "بہت کشت وخون ہوگا" تو حضرت نے فرمایا کہ "قربانی تو دینی پڑتی ہے، بھگتیں گے" اور فرمایا کہ ایک دبلے پتلے شخص کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اسے ہدایات دیں، اس کے بعد اخبارات میں چرچا آنے لگا کہ "مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ ہو گئے ہیں"۔

(پیر سوہنے میاں: سیرت راہنمائے اولیاء)

مطبوعہ لاہور: 1996۔ صفحہ 253

- بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائداعظم صفحہ ۲۹

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو تاج پہنانا

مولانا شبیر احمد عثمانی نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک داڑھی مونچھ مونڈے شخص کو تاج پہنا رہے ہیں اور تاج دیکھتے دیکھتے جناح کیپ بن گئی ہے اور غور سے دیکھتے ہیں تو یہ شخص محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اس وقت حیات تھے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی نے یہ خواب مولانا اشرف علی تھانوی کو سنایا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا۔ **واللّٰہُ اعلم بالصواب** ...... اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر میری رائے میں اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ:

"ملک پاکستان جس کی آواز اٹھ رہی ہے اس شخص (محمد علی جناح) کے ہاتھ اور اس کی کوششوں سے بن جائے گا"۔

پمفلٹ مطبوعہ 1977ء لاہور
منجانب شیخ بشیر اینڈ سنز بک سیلرز، اردو بازار لاہور

حب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے اور پکے مسلمان تھے۔ محبوب کائنات، فخر موجودات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ان کی محبت وعقیدت اظہر من الشمس ہے۔ قدرت نے ان کو مذہبی اور دینی شعور کامل دیا تھا۔ کراچی میں "سندھ مدرستہ الاسلام" میں دوران تعلیم ان کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بنیادی باتوں کی تعلیم دی جا چکی تھی۔ اس لیے آپ

کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کے لئے نقش ہو کر رہ گئی۔

قائداعظم علیہ الرحمۃ تقریباً سولہ برس کے تھے کہ جب لندن میں بیرسٹری کی خاطر تشریف لے گئے اور ''لنکنز ان'' میں آپ نے داخلہ صرف اس لیے لیا تھا کہ اس کے دروازے پر ہمارے عظیم پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی دنیا کے عظیم قانون سازوں میں سرفہرست لکھا تھا۔ ایک گمنام عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتے ہیں۔

''جب قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ تعلیم حاصل کرنے کی خاطر برطانیہ گئے تو لندن میں قانون کی چاروں درسگاہوں کو دیکھا، ان میں سے ایک درسگاہ ''لنکنز ان'' میں ایک بڑا بورڈ لگا ہوا ہے جس پر کچھ نام لکھے ہوئے ہیں۔ اپنے گائیڈ سے پوچھا ''یہ کن کے نام ہیں؟'' انہوں نے بتایا کہ دنیا کی بڑی بڑی شخصیات کے نام ہیں جنہوں نے ''دنیا کو اور انسانی ذات کو قانون دیا''۔ جناح صاحب یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ سب سے اول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا تھا۔ کیونکہ شریعت کا قانون انہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رائج فرمایا اور یہ قانون انہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا رائج کیا کہ قیامت کے دن تک قائم ودائم رہے گا۔ جناح صاحب نے سرفہرست اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پڑھا تو فیصلہ کرلیا کہ ''میں صرف اس درسگاہ میں قانون کا علم حاصل کروں گا''۔ بس یہ تھا عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا تیر جو جناح صاحب کے نرم و نازک دل میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی دن سے عزم کئے ہوئے تھے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی خدمت کروں گا اور ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو علیحدہ مملکت دلاؤں گا اور عشق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مالا گلے میں ڈالوں گا۔

''گمنام عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۸۸

بارگاہ رسالت مآبؐ میں قائداعظم صفحہ ۵۲

قائداعظم تہجد پڑھتے اور خشوع وخضوع سے دعا مانگتے

مولانا سیف الاسلام صاحب اپنی چشم دید رپورٹ میں لکھتے ہیں:
''قائداعظم رات کے دو بجے اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور بہت دیر تک سجدے میں روتے ہیں اور بہت گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں''۔

حیاتِ مظہری از پروفیسر محمد مسعود احمد صفحہ ۳۴
بارگاہِ رسالت مآبؐ میں قائداعظم ص ۶۲

قائداعظم اور کامیابی کا حقیقی راز

''حقیقی راز جس وجہ سے درود شریف پڑھتے، وہ تھا پاکستان حاصل کرنے کا، جو ناممکن کام ممکن کر دکھایا، اکثر اوقات وہ (قائداعظم) فرماتے تھے کہ جب ایک مسلمان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رحمت طلب نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر کیسے رحمت نازل کر سکتا ہے''۔ قائداعظم اپنی دن رات مشغول زندگی کے معمول میں سے کچھ وقت نکال کر درود شریف کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس کے بغیر وہ یہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

گمنام عاشق رسول ﷺ صفحہ ۹۰
بارگاہ رسالت مآبؐ میں قائداعظم ص ۶۹

خواب میں قائداعظم کی مدینہ منورہ میں دعوت

حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی جن کے لاکھوں کی تعداد میں پاکستان اور ہندوستان میں عقیدت مند ہیں اور جو ساری زندگی مدینہ منورہ میں محلہ درویشاں میں گزار کر جنت البقیع میں مدفون

ہوئے، ایک مرتبہ حج کے دنوں میں فرمایا کہ:

''میں نے خواب میں دیکھا کہ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ آئے ہوئے ہیں، میرے دل میں آیا کہ ''میں ان کی دعوت کروں کیونکہ وہ مسلمانوں کے راہبر ہیں''۔ غالباً یہ درود شریف کی برکت تھی کہ ایسے باکمال بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ قائداعظم محمد علی جناح مدینہ منورہ آئے ہوئے ہیں اور میں ان کی دعوت طعام کر رہا ہوں۔

گمنام عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۹۴

بارگاہ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائداعظم ص ۶۹

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں
علامہ اقبال و محمد علی جناح کی خواب میں حاضری

ہفت روزہ فیملی، لاہور بابت 21۔اپریل تا 27 اپریل 2013ء میں پروفیسر وقار احمد، فقیر سید وحید الدین نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روحانی انکشافات تحریر کیے ہیں۔ ذیل میں ایک ایمان افروز رُوح پرور خواب پڑھیں۔

پروفیسر وقار احمد لکھتے ہیں: اصغر علی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔

''محمد مشتاق قادری قلندری میرے انتہائی مشفق و محترم بزرگ ہیں اور ایک صاحب الرائے شخصیت، ایک دن میں ان کے ہمراہ جا رہا تھا۔ قیام پاکستان کے سلسلہ میں وہ اپنے مشاہدات بیان فرما رہے تھے اور میں ہمہ تن گوش تھا کہ ایک پرائیویٹ ہسپتال کے پاس سے گزرتے ہوئے فرمانے لگے: اس ڈاکٹر کا باپ مولوی صاحب (نام یاد نہیں رہا) ریاست کپورتھلہ میں رہتے تھے اور میرے دوست تھے۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ میں جس گاؤں میں رہتا تھا وہاں ایک برہنہ مست درویش رہتا تھا۔ شریعت کے تقاضوں کے مطابق مجھے اس کے ننگے پھرنے کی وجہ سے اس سے نفرت تھی اور میں اسے بُرا بھلا بھی کہتا تھا۔ غالباً 1937ء 1938ء کا واقعہ ہے۔ ایک رات ذکرو

اذکار کے بعد سویا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حویلی کے اندر تشریف لے گئے۔ جہاں کافی لوگ جمع ہیں۔ میرے دل میں بھی خواہش ہوئی کہ اس محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کروں۔ میں آگے بڑھا تو وہ ننگا مست درویش لنگوٹ باندھے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے مجھے اندر جانے سے منع کر دیا یہ کہہ کر کہ تمہیں اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اتنے ہی میں ایک آواز آئی کہ اسے اندر آنے دو۔

میں اندر داخل ہوا اور محفل کے عقب میں بیٹھ گیا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محفل میں بیٹھے ہوئے علامہ اقبال کو مخاطب کر کے اشارہ فرمایا۔

''اقبال! تیرے ذمے میں نے ایک کام لگایا تھا، کیا نہیں؟

اقبال نے نہایت عجز وانکساری کے ساتھ اپنے ساتھ کھڑے ہوئے ایک دبلے پتلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اب اس کام کی ذمہ داری ان محمد علی جناح کو سونپ دی ہے''

اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس مست درویش کی تلاش میں نکل کر بھاگا مگر اس کا کہیں نام ونشان نہ پایا۔ مجھے اس کو برا بھلا کہنے پر احساس شرمندگی ہوا اور میں نے توبہ کی۔ مجھے یہ بھی یقین ہو گیا کہ پاکستان (علیحدہ ریاست) کا قیام اب ناگزیر ہے۔

ہفت روزہ فیملی لاہور۔ 21 تا 27 اپریل 2013

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ..... علامہ اقبال کا خضرِ وقت

پروفیسر محمد منور رحمۃ اللہ علیہ نے ''پاکستان..... حصارِ اسلام'' کے نام اپنے کالموں کو یکجا کر کے نہایت ایمان افروز، فکر انگیز، کتاب شائع کی ہے۔ وہ قائداعظم کو علامہ اقبال کا خضرِ وقت کہتے ہیں۔ اس عنوان سے ایک تفصیلی مضمون کتاب میں شامل ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''میں زبورِ عجم کی ایک غزل کی طرف آپ کی توجہ منعطف کراؤں گا۔ مجھے وہ بڑی الہامی

غزل نظر آتی ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ وہ اس غزل میں جس ''خضرِ وقت'' کے منتظر تھے وہ آخر کار قائداعظم کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ ان پانچ شعروں کی رو سے واضح ہو جاتا ہے کہ:

اول: انہیں بالکل پتہ تھا کہ کوئی قائد اُمتِ مسلمہ کے اس خطے کو میسر آنے والا ہے۔

دوم: ان غلاموں کو غلامی سے نجات ہی نہیں ملنے والی خود حکومت و اقتدار بھی عطا ہونے والا ہے۔

سوم: وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ بات ان کے سوا کسی دوسرے کو اس طرح واضح اور صاف نظر نہیں آ رہی۔ ''صاحب نظر'' کبھی کبھار ہی نمودار ہوتے ہیں۔

چہارم: انہیں یہ بھی خبر تھی کہ ہندی مسلمانوں کا انقلاب دنیا کی تاریخ میں ایک عجیب و غریب انقلاب ہوگا۔ یعنی نظریے کی بنا پر ملک کا قیام۔

پنجم: انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ وہ خود اس انقلاب کے رونما ہوتے وقت موجود نہ ہوں گے۔ البتہ انہیں یقین تھا کہ ان کا کلام ان کی طرف سے شاملِ جہاد رہے گا۔ اس لیے انہوں نے اپنا سوز و ساز، اپنی روح اور اپنا ایمان اپنے کلام میں اس طرح سمو دیا ہے کہ وہ بہر زماں ''زندہ اقبال'' کا قائم مقام ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ بقول کسے جب کسی صاحبِ قلم کی تحریر بولنے لگے تو خود اسے چپ ہو جانا پڑتا ہے۔ یہ ساری پیش گوئی پانچ شعر کی ایک غزل میں دیکھیے۔

خضرِ وقت از دشتِ حجاز آید بروں
کارواں زیں وادی دور و دراز آید بروں

من بہ سیمائے غلاماں فر سلطان دیدہ ام
شعلہ محمود از خاک ایاز آید بروں

سالہا در کعبہ و بتخانہ می نالہ حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

طرح نوی افگند اندر ضمیر کائنات
نالہ ہا کز سینہ اہل نیاز آید بروں

چنگ را گیرید از دستم کہ کاراز دستِ رفت
نالہ ام خوں گشت واز رگ ہائے ساز آید بروں

ترجمہ:

1- اقبالؒ تحریر کرتے ہیں سرزمین حجاز کے جنگل سے ایک خضر وقت باہر آئے گا۔ اور اس دور دراز وادی سے قافلہ باہر آئے گا۔

2- میں نے غلاموں کی پیشانی سے بادشاہ کی شان و شوکت دیکھی ہے۔ گویا کہ انقلاب دوراں سے یہ ظاہر ہے گویا کہ محمود غزنویؒ کا جوش وخروش ایاز کی خاک سے باہر آئے گا۔

3- کئی سال زندگی کعبہ اور بت خانہ میں روتی رہتی ہے (آہ وفغاں) کرتی رہتی ہے۔ تب بزم عشق سے ایک دانائے راز باہر آتا ہے۔

4- کائنات کے دل میں نئی بنیاد ڈالتے ہیں، اہل نیاز کے سینے سے آہ وفغاں باہر آئیں گی۔

5- چنگ ورباب کو میرے ہاتھ میں پکڑا دیا کہ میرے ہاتھ سے کام جاتا رہا یعنی میں بے کار ہو گیا۔ لیکن میری آہ وفغاں خون بن گئی اور میری رگوں سے ساز باہر (آتا ہے) مرد خود آگاہ ملت کے دکھ درد میں آہ وفریاد کرنے میں مصروف ہیں۔

دشتِ حجاز سے امتِ مسلمہ مراد ہے۔ خلوت سے مقصود گوشہ ہے۔ انہوں نے زاں وادی دور و دراز نہیں کہا۔ زیں وادی دور و دراز کہا ہے۔ اور برصغیر پاک ہند مرکز اسلام سے ایک طرف ہے۔ آخر وہ حق گو اور بے باک، مخلص اور مستقل مزاج عالی تصور پیکر امانت و دیانت قائد کون تھا جو خضر وقت ہونے کا اہل تھا؟

کیا وہ حضرت قائداعظم نہیں جن کی خدمت میں انہوں نے یہ لکھا کہ برصغیر کے مسلمانوں

کی کشتی کو کنارِ عافیت تک فقط آپ ہی پہنچا سکتے ہیں۔ ساتھ ہی بار بار زور دیا کہ وہ کنارِ عافیت برصغیر کی تقسیم ہے''۔

اقتباس مضمون: ''قائداعظم: علامہ اقبال کا خضرِ وقت
(پاکستان...... حصارِ اسلام صفحہ ۳۷)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ...... ایک صاحبِ حال شخصیت

پاکستان کی عظیم روحانی شخصیت جناب واصف علی واصف قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ''صاحب حال'' بزرگوں میں مقام دیتے ہیں: اپنے مضمون ''صاحب حال'' میں رقم طراز ہیں:

''صاحبانِ حال...... کے سلسلے میں قائداعظم کی مثال سب سے اہم ہے۔ وہ استقامت و صداقت کا پیکر قائداعظم کہلانے کے لیے کوشش نہیں کرر ہا تھا۔ وہ مسلمانوں کی خدمت کے جذبے سے سرشار تھا۔ اس کے خلوص کو فطرت نے منظور کیا۔ اسے صاحب حال بنا دیا۔ فتویٰ اس کے خلاف تھا۔ لیکن فطرت اور حقیقت اس کے ساتھ تھی۔ اسے قائداعظم بنا دیا گیا۔ اہل شرع کا ایک گروہ اس بات کو اور اس واردات کو نہ پہچان سکا۔ معترض رہا۔ اہل باطن پہچان گئے کہ یہ کسی کی نگاہ کی بات ہے۔ یہ فیض ہے کسی ذات کا...... یہ نصیب کا فیصلہ ہے...... اہل باطن قائداعظم کے ساتھ ہو گئے۔ منزل مل گئی۔ ملک بن گیا۔ فتویٰ دینے والے آج تک نہ سمجھ سکے کہ یہ کیا راز تھا؟ قائداعظم دلوں میں اتر گئے اور مخالفین دلوں سے اتر گئے۔

جس طرح ہمارے ہاں طریقت کے سلاسل ہیں۔ چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی وغیرہ۔ اور ہر سلسلہ کا کوئی بانی ہے۔ اسی طرح قائداعظم سے ایک نئی طریقت کا آغاز ہوتا ہے۔ اور وہ طریقت ہے ''پاکستانی'' اس طریقت میں تمام سلاسل اور تمام فرقے شامل ہیں۔ ہر ''پاکستانی'' پاکستان سے محبت کو ایمان کا حصہ سمجھتا ہے۔ ہمارے لئے ہمارا وطن خاکِ حرم سے کم نہیں۔ اقبال رحمۃ

اللہ علیہ نے مسلمانوں کو وحدت افکار عطا کی۔ قائداعظم نے وحدت کردار۔

آج اگر قوم میں کوئی انتشار خیال ہے تو اس لیے کہ وحدت عمل نہیں، وحدتِ فکر و عمل عطا کرنا وقت کے صاحب حال کا کام ہے۔ صاحبِ حال بنانے والی نگاہ کسی وقت بھی مہربانی کر سکتی ہے۔ وہ نگاہ ہی تو مشکل کشا ہے۔ نہ جانے کب کوئی صاحب حال قطرۂ شبنم کی طرح نوک خار پہ رقص کرتا ہوا آئے اور قوم کے دل و نگاہ میں سماتا ہوا وحدتِ عمل پیدا کر جائے اور ایک بار پھر......

ع ہاتھ آئے مجھے میرا مقام اے ساقی (دل دریا سمندر صفحہ ۲۶)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی درجات

حضرت چادر والی سرکارؒ کے انکشافات پر مبنی خصوصی تحریر

پروفیسر خالد پرویز

یہ یقیناً ڈھلتی رات کا پچھلا پہر تھا جب عالمِ بالا سے اترتی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے رنگ و نور سے معمور ساعتوں میں وقت کے سکندر، جری مرد قلندر حضرت پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکارؒ نے عالمِ معرفت میں روحانیت سے لبریز آنکھوں سے دیکھا کہ ارض و سما میں چہار سمت نور ہی نور پھیلا ہوا ہے اور ہوا و فضا میں اک ایسی مہک اور خوشبو رچی بسی ہے کہ جس سے جسم و جاں اور قلب و روح منزہ و معطر ہو جاتے ہیں۔

اس روح پرور منظر و ماحول میں ایک مخصوص جگہ پر دو ایسے مرصع و منقش پلنگ بچھے ہوئے ہیں کہ جن کی زیب و زینت اور آرائش و زیبائش سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔ ارد گرد کا سماں ایسا دلکش و دیدہ زیب ہے کہ انسانی آنکھ نے نہ ایسا پہلے کبھی دیکھا اور نہ کبھی کسی نے سنا۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہر چیز چاندی میں نہائی اور سونے میں سمائی ہوئی ہے۔ گویا جنت الفردوس کا ایک ٹکڑا ہے جو زمین پر اُتر آیا ہے۔

ایسے عالم حیرت افروز میں ایک پلنگ پر بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

جلوہ افروز جبکہ دوسرے پلنگ پر شاعر مشرق عاشق مصطفیٰ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ دونوں مشہور ومعروف شخصیات آپس میں محو گفتگو ہیں جبکہ رب رؤف ورحیم کے فضل وکرم کی نورانی بارش ان دونوں حضرات پر بے تحاشا برس رہی ہے۔ اس پر حضرت چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''اس منظر سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ بابائے قوم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ اور دانائے راز علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ دونوں خدائے بزرگ و برتر کی منتخب شخصیات ہیں اور ان کا انتخاب امت مسلمہ کی رہبری ورہنمائی اور پاک سرزمین پاکستان کے حصول کی تحریک کی قافلہ سالاری کیلئے کیا گیا''۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر اپنے عقیدت و ارادت مندوں سے مخاطب ہوکر انہیں بتایا کہ:

''قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ شبانہ روز حصول پاکستان کی کوشش وکاوش میں مصروف تھے تو ان دنوں وہ انگریزی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ پینٹ، کوٹ اور ٹائی پہننا انہیں مرغوب تھا۔ ان کی تعلیم چونکہ بدیسی تھی اس لئے وہ بدیسی لباس پہننے کے عادی تھے۔

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران ایک بزرگ اور عالم باعمل سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور اس کے پاس اپنا پیغام بھیجا تو اس بزرگ نے ملنے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ وہ اس شخص سے ملاقات پسند نہیں کرتے جو فرنگی لباس پسند کرتا ہے۔

بابائے قوم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا یہ جواب سن کر خاموشی اختیار کی اور کسی قسم کے اصرار یا ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔

اور پھر قدرت خداوندی دیکھئے کہ اسی عالم باعمل کو خواب میں زیارت رسول رحمتؐ ہوئی تو اس نے دیکھا کہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروانوں کے درمیان جلوہ گر ہیں۔ اس بزرگ کو یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ بھی دربار نبویؐ

میں موجود تھے اور انتہائی خوش وخرم تھے۔

اس بزرگ نے دل ہی دل میں سوچا کہ یہ فرنگی لباس پہننے والا شخص یہاں دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کس طرح آ گیا؟

اس کا یہ سوچنا تھا کہ رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے مخاطب ہو کر علی الاعلان فرمایا "اس شخص کی فضیلت واہمیت دنیا دیکھ لے گی"۔

اور پھر وقت نے ثابت کیا اور پوری دنیا نے دیکھا کہ بابائے قوم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کے حصول کا جو خواب دیکھا تھا وہ شرمندہ تعبیر ہوا اور ان کی رہبری و رہنمائی میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔

بقول حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

حضرت پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک پاکستان میں دامے درمے سخنے حصہ لیا۔ آپ نے اپنے خطبات اور تقاریر کے ذریعے لوگوں کے جوش و جذبہ کو جوان کیا۔ اس حوالے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کا سہارا بھی لیا اور جس قدر مالی معاونت واستعانت ہو سکتی تھی وہ بھی کی۔ مزید اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکشافات سے بھی مسلمانان ہند کو بھرپور الفاظ میں یقین دلایا کہ تحریک پاکستان کو تائید ربانی حاصل ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی یہی مرضی و منشاء ہے کہ پاکستان معرض وجود میں آ جائے۔

حضرت پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو واضح طور پر بتایا کہ "انشاء اللہ پاکستان بن کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے معرض وجود میں آنے سے نہیں روک سکتی۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دربار رسالت ﷺ میں حاضر پایا گیا ہے اس لئے وہ ولی کے مقام پر فائز ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ولی کو کبھی ناکام نہیں کرتا بلکہ کامیابی وکامرانی اس کا مقدر ٹھہرتی ہے"۔

بے شک قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت تائید ایزدی کی مخالفت ہے اور قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد رب العزت ہے کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگاؤ۔ کافر کسی صورت مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔

حضرت چادر والی سرکارؒ نے اپنے عقیدت وارادت مندوں کو یہ بھی بتایا کہ "میرے مرشدو مربی اور رہبر ورہنما حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے 1943ء میں قائداعظم کو ایک خط لکھا جس کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ قرآن پاک کا ایک نسخہ، ایک تسبیح، ایک جائے نماز، ایک شال، ایک دھسہ اور چند دوسری اشیاء روانہ کیں۔ اس پر حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے جوابی خط میں حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ:

"جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے مقصد سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک اس لئے عنایت فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا لیڈر ہو کر قرآن اور دین کا علم نہ رکھوں تو میں کیا لیڈری کر سکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن مجید پڑھونگا۔ میں ایک ایسے عالم کا متلاشی ہوں جو مجھے کلام الٰہی کی تعلیم سے بہرہ ور کر سکے۔ جائے نماز سے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ سمجھ گیا ہوں۔ جب میں اللہ کا حکم نہیں مانوں گا تو مخلوق خدا میرا حکم کیسے مانے گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں گا۔ تسبیح آپ نے اس لئے تحفتاً بھیجی ہے کہ میں درود پاک پڑھوں۔ بے شک جو شخص رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا طالب نہیں اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کیسے ہو سکتی ہے۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشارے کی بھی تعمیل ضرور کروں گا"۔ اور جب یہ جوابی خط حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برملا اعلان کیا کہ:

"میں حیدر آباد میں ہوں اور محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ بمبئی میں ہیں۔ پھر بھی انہیں میرے مافی الضمیر کا علم ہو گیا۔ حالانکہ میں نے اس بات کا کسی سے تذکرہ تک نہیں کیا۔ بے شک قائداعظم ولی اللہ ہیں"۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدت وارادت مندوں

سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: "میں نے دیکھا کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت نبوت پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ارض وسما منور ومنزہ ومطہر ہو رہے ہیں۔ اس محفل میں صحابہ عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم بھی حاضر ہیں۔ جبکہ خصوصی طور پر حضرت احمد رضا خان بریلویؒ بھی موجود ہیں اور حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہیں۔ اس دوران ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے شعر سنانے کی فرمائش کی تو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا کہ:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

جب حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سبحان اللہ کا نعرہ بلند کیا اور درود پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورد کیا۔

1985ء میں حضرت چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ مزار قائد پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں مراقبہ کی حالت میں بیٹھ گئے۔ جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی جوش وجذبہ کے ساتھ بلند آہنگ نعرہ لگایا کہ "سلطان پاکستان قائداعظم" یہ نعرہ کئی بار دہرایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اور زائرین نے مل کر کہا "زندہ باد" پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدت وارادت مندوں سے کہا کہ:

"دیکھو جی! حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظریں بادشاہ جہانگیر پر پڑیں تو اسے ولی بنا دیا اور حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظریں حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ پر پڑیں تو انہیں ولی بنا دیا"۔

حضرت چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے پیر سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کرسی خلافت سنبھالی اور اپنے والد محترم کی طرح اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کی لحہ لحہ رہبری ورہنمائی فرمائی اور لاکھوں لوگوں کو حلقہ ارادت میں شامل کیا۔ بقول

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی! سحر ہے پیرانِ خرقہ پوش میں کیا!
کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں

(ہفت روزہ فیملی میگزین۔۲۶دسمبر۲۰۱۰تا یکم جنوری۲۰۱۱ء)
نوائے وقت پبلی کیشنز لاہور

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سربستہ راز

وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہدایت پر برصغیر واپس آئے

ڈاکٹر خالد مسعود

زندہ قومیں اپنے محسن قائدین کو یاد کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ان کے یوم ولادت اور یوم وفات ہر سال نہایت تزک واحتشام اور احترام سے مناتی ہیں تا کہ نئی نسلیں ان کے کارناموں اور تعلیمات سے آگاہ ہوسکیں۔ان کی تقلید کرتی رہیں اور ان کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہوکر ترقی کی منازل طے کرتی رہیں اور ان کا ملک مستحکم سے مستحکم تر ہوتا چلا جائے۔ لیکن یہ افسوس کہ اب یہاں دیکھنے میں آرہا ہے کہ پاکستانی قوم، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں اتحاد، تنظیم اور یقین محکم کو یکسر فراموش کر چکی ہے۔ پہلے لوگ قائداعظم کے قدموں میں بیٹھنا سعادت خیال کیا کرتے تھے لیکن آج کوئی ان کے نقش قدم پر چلنے کو تیار نہیں۔

ہر چند کہ بانی پاکستان کے حالات زندگی، ان کے کردار وافعال، سیاسی بصیرت اور قیام پاکستان کیلئے ان کی انتھک جہدِ مسلسل کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے لیکن ان کی زندگی کا ایک بے حد اہم واقعہ، ان کی زندگی کے دوران، ان کی منشاء کے مطابق ایک سربستہ راز ہی رہا اور آج

بھی اس کا ذکر کم ہی سننے میں آتا ہے۔

تاہم وہ ایک راز جو مدت سے قائداعظم کے سینے میں دفن تھا، آپ نے قیام پاکستان کے بعد، پاکستانی قوم کو اس سے آگاہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس مقصد کیلئے آپ نے اپنے ایک نہایت قابل اعتماد دوست کا انتخاب کیا اور اس راز سے آگاہ کرنے سے پہلے اسے یہ ہدایت کی کہ تم یہ راز قیام پاکستان تک اپنے سینے میں محفوظ رکھو گے اور اسے صرف میری وفات کے بعد منظر عام پر لاؤ گے۔

قائداعظم کے متعلقہ دوست نے رازدان ہونے کا حق ادا کر دیا اور ان کی ہدایت سے سرمو بھی انحراف نہ کیا۔ تاہم اس نے کسی مناسب وقت پر کن الفاظ میں اس راز سے پردہ اٹھایا اس کا ذکر جناب عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ نے اپنی تالیف ''زیارت نبیؐ بحالت بیداری'' میں درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔ مؤلف لکھتے ہیں:

1969ء میں پراجیکٹ ہائی سکول، منگلا (گورنمنٹ پراجیکٹ ہائی سکول، منگلا) میں قائداعظم ڈے پر سکول کی بزم ادب نے منگلا ڈیم آرگنائزیشن کے پی آر او جناب سید محمد ادریس شاہ (متوفی 1995ء) کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ قائداعظم کے ایک نہایت قریبی ساتھی تھے جنہوں نے ایک مجلس میں جہاں میں بھی موجود تھا، یہ واقعہ سنایا تھا:

''جب قائداعظم انگلستان سے مستقل طور پر ممبئی (بھارت) آ گئے تو میں آپ سے ملاقات کیلئے گیا۔ قائداعظم گہری سوچ میں گم تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ ''کچھ لوگ کہتے ہیں کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلایا جبکہ کچھ کا خیال ہے کہ لیاقت علی خان مجھے لے کر آئے۔ بے شک ان دونوں حضرات کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہے لیکن اصل بات جو مجھے یہاں لائی کچھ اور ہی ہے جو میں نے آج تک کسی کو نہیں بتائی۔ تمہیں اس شرط پر بتانا چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں اسے ظاہر نہیں کرو گے کیونکہ لوگ بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں''۔ جب میں نے انہیں یقین دلایا کہ ایسا ہی ہوگا تو انہوں نے فرمایا:

''ایک رات میں لندن میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا کہ ایک جھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں پھر سو گیا۔ دوسرا جھٹکا تیز تھا۔ پس میں اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر کا جائزہ لیا اور یہ اطمینان کر کے کہ

سب کچھ ٹھیک ہے، آ کر سو گیا۔ تیسرے جھٹکے نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میں اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ میرا کمرہ خوشبو سے مہک رہا تھا اور میں کسی کی موجودگی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے کہا:

Who are you?

جواب آیا

I am your Prophet Muhammad (s.a.w.w)

I have come to ordain you to leave for India and guide Muslims there in their Freedom Movement. I am with you. Fianlly you will emerge successful Insha-Allah.

یہ سن کر میں نے جواب دیا

Thank you my Holy Prophet. (s.a.w.w)

اس واقعہ کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو سکتا تھا، میں مستقل طور پر بمبئی آ گیا۔

قائداعظم کے بعض شیدائیوں اور پرستاروں کو شاید یہ بھی معلوم نہ ہو کہ لندن میں ان کی تعلیم کیلئے جس ادارے "لنکنز ان" کا انتخاب 1893ء میں کیا گیا تھا، اس عمارت کے صدر دروازے پر رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک دنیا کے عظیم قانون عطا کرنے والوں کی حیثیت سے کندہ تھا۔ اسی ادارے سے انہوں نے 1896ء میں بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی تھی۔

ابتدائی دور میں قائداعظم کا خیال یہ تھا کہ ہندو اور مسلمان دونوں مل کر ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلا سکتے ہیں، اسی لئے انہوں نے کانگریس میں شمولیت بھی اختیار کی تھی لیکن بعد میں جب انہوں نے ہندوؤں کے منصوبے رام راج کا علم ہوا تو آپ سیاست سے بیزار ہو کر لندن میں وکالت کرنے لگے۔

1930ء میں علامہ محمد اقبال نے اپنے خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانانِ ہند کے لئے ایک الگ

ریاست کے قیام کا مطالبہ پیش کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو اپنا ہم خیال بنانے کیلئے اور مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے کے سلسلے میں ان سے خط وکتابت کا سلسلہ شروع کر دیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کرنے لگے کہ آپ جلد از جلد وطن واپس آجائیں اور مسلمانوں کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیں۔ اسی مقصد کیلئے بعد میں لیاقت علی خان بھی چند ہمراہیوں سمیت لندن روانہ ہو گئے تاکہ مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے کیلئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رضامند کر سکیں۔

چنانچہ 1934ء میں قائداعظم لندن سے واپس تشریف لے آئے اور انہوں نے دوقومی نظریے کی بنیاد پر مسلمانان برصغیر کیلئے ایک الگ وطن کے قیام کیلئے باقاعدہ تحریک شروع کی تو انہیں بے حد پذیرائی حاصل ہوئی اور 1940ء میں چھ سال کے مختصر عرصے میں لاہور میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں متفقہ طور پر قرارداد لاہور منظور کر لی گئی اور بعد میں اسی قرارداد کو قرارداد پاکستان کہا جانے لگا۔ بقول سٹینلے والپرٹ ''بہت کم شخصیات تاریخ کے دھارے کو قابل ذکر انداز سے موڑتی ہیں''۔ اس سے بھی کم وہ افراد ہیں جو دنیا کا نقشہ بدلتے ہیں اور ایسا تو شاید ہی کوئی ہو جسے ایک قومی ریاست تخلیق کرنے کا اعزاز حاصل ہو، محمد علی جناحؒ نے یہ تینوں کام کر دکھائے''۔

مسلم لیگ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر ہندوؤں کی سیاسی جماعت کانگرس کی بوکھلاہٹ میں اضافہ ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر کانگریس میں شامل مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی سیاسی جماعت کے ایک رہنما نے قائداعظم کی شان میں بعض نازیبا کلمات کہہ ڈالے۔ لیکن انہوں نے نہایت اعلیٰ ظرفی، تدبر اور صبر وضبط کا مظاہرہ کیا اور اس پر کسی ردعمل کا اظہار نہ کیا۔

حالانکہ حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے 8 مئی 1936ء کو اپنے ایک اخباری بیان ''مسلمانان پنجاب کے نام ایک اہم اپیل'' میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبردست تعریف کرتے ہوئے فرما چکے تھے۔ ''بطل جلیل مسٹر محمد علی جناح اُن قابل فخر ''مسلمان'' رہنماؤں میں سے ہیں جن کی سیاسی دانش ہمیشہ مسلمانوں کیلئے صبر آزما وقتوں میں مشعل راہ کا کام کرتی ہے۔ جس خلوص اور عزیمت کے ساتھ انہوں نے مسلمانان ہند کی تمام اہم اور نازک موقع پر خدمت کی ہے اس کیلئے

مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کے سر ''عقیدت واحترام'' کے ساتھ جھکے رہیں گے''۔

اسی برس برصغیر جنوبی ایشیاء کے نامور مبلغ اسلام مولانا اشرف علی تھانوی اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ظفر احمد عثمانی سے فرما چکے تھے کہ:

''میں خواب بہت کم دیکھتا ہوں مگر آج میں نے عجیب خواب دیکھا ہے، میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے گویا کہ میدان حشر سا معلوم ہو رہا ہے۔ اس مجمع میں اولیاء، علماء، صلحاء کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مسٹر محمد علی جناح بھی اسی مجمع کے ساتھ عربی لباس پہنے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ ''یہ'' اس مجمع میں کیسے شامل ہو گئے تو مجھ سے کہا گیا ''محمد علی جناح آج کل اسلام'' کی بڑی خدمت کر رہے ہیں، اسی واسطے ان کو یہ درجہ دیا گیا ہے''۔ اس خواب کا چرچا بھی علماء کی محفلوں میں ہوتا رہتا تھا۔

ہفت روزہ فیملی۔ لاہور

26 دسمبر 2010 تا یکم جنوری 2011ء صفحہ 8

پاکستان عطیہ خداوندی اور معجزہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

مملکتِ خداداد پاکستان اسلام کے نام پر حاصل ہوئی۔ لاکھوں قربانیاں دی گئیں۔ اندرونی و بیرونی سازشوں کے باوجود یہ معرض وجود میں آئی ہے۔ اسے مٹانے والے خود صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ مگر یہ زندہ و تابندہ ہے۔ بانی پاکستان کی مخالفت کرنے والے آج بے نام و نشان ہیں مگر قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ یقیناً یہ مملکت خداداد پاکستان عطیہ خداوندی ہے۔ یہ معجزہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہ فیضان اولیاء ہے۔ یہ دنیا کے نقشے پر ہمیشہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے۔ دنیا کی کوئی قوت اسے مٹا نہیں سکتی بلکہ دشمنان پاکستان اپنے ناپاک ارادہ میں ہمیشہ ناکام و نامراد رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

یا رب میرے وطن پر رحمت کے سائے رکھنا
دشمن کی ہر نظر سے اس کو بچائے رکھنا
تو نے یہ پاک خطہ ہم کو عطا کیا ہے
تیرے ہی لطف سے گلشن ہرا بھرا ہے

(پیرزادہ حمید صابری)

سید صابر حسین شاہ بخاری

برہان شریف (اٹک)

ماہنامہ کنز الایمان۔ لاہور۔ قائداعظم نمبر

ستمبر 1998ء صفحہ 59

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا عظیم روحانی پہلو

O

اس کا مقام بلند، اس کا خیال عظیم!
اس کا سرور اس کا شوق اس کا نیاز اس کا ناز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دلنواز
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو!
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

O

عالم بیداری میں
بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تفویض ذمہ داری

جناحؒ! برعظیم کے مسلمانوں کو تمہاری فوری ضرورت ہے۔ اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم تحریک آزادی کا فریضہ انجام دو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں تم بالکل فکر نہ کرو۔

انشاءاللہ! تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے۔

☆☆☆☆☆

محمد اشرف بیگ ولد مرزا ابوذر بیگ ساکن چوٹالہ، ضلع جہلم اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"یہ 1969ء کے اوائل کی بات ہے جب میں پراجیکٹ ہائی سکول، منگلا (موجودہ گورنمنٹ پراجیکٹ ہائی سکول، منگلا) میں جماعت ہفتم کا طالب علم تھا۔ ہمارے سکول کا ٹیچنگ سٹاف اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بلند کردار اساتذہ پر مشتمل تھا۔ جن کی سربراہی ہمارے پرنسپل جناب شاہین صاحب کر رہے تھے۔

ہمارے سکول میں ہر جمعرات کو آخری دو پیریڈ میں "بزم ادب" کا پروگرام باقاعدگی سے ہوتا تھا جس میں ٹیچنگ سٹاف اور تمام طلباء وطالبات ایک ہال میں اکٹھے ہوتے اور پھر پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوتا پھر نعت خوانی ہوتی، بعد میں تقاریر اور مباحثے ہوتے تھے، جن میں طلباء و طالبات بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

ہر ماہ کی آخری جمعرات کو "بزم ادب" کے پروگرام میں کسی ایسی معروف شخصیت کو دعوت دی جاتی جو حضرت قائداعظم کے قریبی ساتھی رہے ہوں اور ان کے ساتھ براہِ راست تعلق رہا ہو۔

یوں تو ہر ماہ کی آخری جمعرات کے "بزم ادب" میں حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں کو بلایا جاتا رہا...... وہ ہمیں تحریکِ پاکستان اور حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مفید معلومات سے آگاہ کرتے رہے۔

اسی طرح ایسی ہی ایک ماہ کی آخری جمعرات کے "بزم ادب" میں حسب معمول قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قریبی ساتھی آئے، افسوس مجھے ان کا نام یاد نہیں رہا لیکن ان کی تقریر کی ایک اہم

بات مجھے ابھی تک یاد ہے، انہوں نے حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے سامعین کو نہایت ہی ایمان افروز واقعہ سناتے ہوئے فرمایا:

''جب حضرت قائداعظم لندن سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے ان سے ملاقات کے لیے میں پہنچا۔ آپ خاموش بیٹھے تھے...... میں نے پوچھا ''سر! کیا بات ہے؟ آپ بڑے خاموش دکھائی دے رہے ہیں؟''۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ ''جانتے ہو میری واپسی کا سبب کیا ہے؟'' میں نے کہا ''جناب! یہی کہ آپ کی یہاں اشد ضرورت تھی۔ تمام مسلمانانِ ہند آپ کو نجات دہندہ تصور کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف میری بلکہ تمام مسلم لیگی رہنماؤں کی دلی خواہش تھی اور حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو متعدد خطوط لکھے اور مزید یہ کہ جناب لیاقت علی خان نے آپ سے لندن میں ملاقات کر کے آپ کو واپس آنے پر قائل کیا''۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ ''یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست ہیں مگر قیام لندن کے دوران ایک عجیب وغریب واقعہ میرے ساتھ پیش آیا۔ جس کی بنا پر میں نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا تھا''۔ میں نے کہا ''سر! کیا عجیب واقعہ تھا''۔ آپ فرمانے لگے۔ ''ایک شرط پر سناؤں گا کہ میری زندگی میں اس کی تشہیر نہ کی جائے کیونکہ کچھ ناعاقبت اندیش اس کو غلط معنی پہنا کر طرح طرح کی باتیں کریں گے۔'' میں نے وعدہ کیا کہ ''میں ایسا ہی کروں گا'' پھر حضرت قائداعظم یوں گویا ہوئے:

''میں لندن میں اپنے فلیٹ میں سویا ہوا تھا۔ رات کو پچھلا پہر ہو گا۔ میرے بستر کو کسی نے ہلایا، میں نے آنکھیں کھولیں، ادھر ادھر دیکھا، کوئی نظر نہ آیا، میں پھر سو گیا۔ میرا بستر پھر ہلا، کمرے میں ادھر ادھر دیکھا، سوچا ''شاید زلزلہ آیا ہو''۔ کمرے سے باہر نکل کر دوسرے فلیٹوں کا جائزہ لیا، تمام لوگ محوِ استراحت تھے...... میں واپس کمرے میں آ کر بستر پر سو گیا۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ تیسری بار پھر کسی نے میرا بستر نہایت زور سے جھنجھوڑا، میں ہڑبڑا کر اٹھا۔ پورا کمرہ معطر تھا۔ میں نے فوری طور پر محسوس کیا

کہ۔

(ایک غیر معمولی شخصیت میرے کمرے میں موجود ہے)۔

An Extra-ordinary personality is in my room.

میں نے کہا: (آپ کون ہیں؟) Who are you?

آگے سے جواب آیا:

I am your prophet Muhammad (PBUH)

(میں تمہارا پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں)۔

میں جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا' دونوں ہاتھ باندھ لئے اور سر جھکا لیا...... فوراً میرے منہ سے نکلا۔

Peace be upon you my lord

(آپ پر سلام ہو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

ایک بار پھر وہ خوبصورت آواز گونجی

" Mr. Jinnah! You are urgently required by the Muslims of the sub-continent and order you to lead the freedom movement. I am with you. Don't worry at all. you will succeed in your mission insha Allah"

(جناح! برعظیم کے مسلمانوں کو تمہاری فوری ضرورت ہے اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تحریکِ آزادی کا فریضہ انجام دو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم بالکل فکر نہ کرو، ان شاء اللہ تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے)۔

میں ہمہ تن گوش تھا، صرف اتنا کہہ پایا:

Ok. my Lord:

(آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا حکم سر آنکھوں پر)

میں مسرت وانبساط اور حیرت کے اتھاہ سمندر میں غرق تھا کہ "کہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی ذاتِ اقدس اور کہاں میں اور پھر یہ شرفِ ہم کلامی۔ یہ عظیم واقعہ میری واپسی کا باعث بنا“۔

حوالہ جات

1)۔ ماہنامہ کنزالایمان۔لاہور۔قائداعظم نمبر ستمبر 1998ء۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مکتوب گرامی جناب محمد اشرف بیگ بنام سید صابر حسین شاہ بخاری۔ برہان شریف اٹک بوساطت محمد اکبر ساکن چوآشاہ غریب محررہ 15 اپریل 1998ء۔

2)۔ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

از سید صابر حسین شاہ شائع کردہ بزم رضویہ رجسٹرڈ۔ لاہور۔ بحوالہ مکتوب گرامی جناب محمد اشرف بیگ بنام (سید صابر حسین شاہ) بوساطت بابو محمد اکبر ساکن چوآشاہ غریب نزد حسن ابدال) محررہ 15 اپریل 1998ء۔

3)۔ مبشراتِ پاکستان حصہ دوم۔ دسمبر 1999ء۔

شائع کردہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور۔ صفحہ نمبر 139۔

4)۔ حال ہی میں پروفیسر محمد سرور شفقت نے ایک طویل مقالہ ”پاکستان کی روحانی فائل“ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں اس مذکورہ روح پرور خواب کو بھی درج کیا ہے اور یہ بھی لکھا:

”قائداعظم کے ایک مخلص و معتمد ساتھی نے بیان کیا کہ امام الانبیاء حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انگریزی زبان میں کلام فرمایا۔ ممکن ہے کہ کسی کو اس پر حیرت ہو۔ اس کی حیرت دور کرنے کے لیے مناسب خیال کیا کہ چند مستند روایات نقل کر دی جائیں۔

صاحب تفسیر جمل فرماتے ہیں:

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر قوم سے ان کی زبان میں خطاب فرمایا کرتے تھے“۔

(تفسیر جمل، جلد دوم، صفحہ 512)

☆ ''نسیم الریاض شرح شفاء، قاضی عیاض'' میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمام زبانیں بھی سکھا دیں''۔

نسیم الریاض، جلد دوم، صفحہ ۳۸۷

دنیا میں تقریباً تین ہزار زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور دنیا بھر کے مسلمان اپنی اپنی زبان یا بولی میں اپنا سلام اور استغاثہ پیش کرتے ہیں۔ چرند پرند، شجر، جو اپنے اپنے انداز میں تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ کنکریاں مٹھی میں کلمہ پڑھ لیتی ہیں۔ کھجور کا خشک تنا رو کر اپنی فریاد بیان کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام عالمین کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں۔ گونگے بھی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اپنا مدعا کہہ دیتے ہیں۔ آنسوؤں کی خاموش زبان سب سے پر اثر ذریعہ اظہار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس خوش نصیب کے خواب میں آتے ہیں۔ اس کی ہی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اس لیے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔

اقتباس: روح پرور مضمون: پاکستان کی روحانی فائل

ماہنامہ نظریہ پاکستان۔ لاہور

جولائی 2010ء

5)۔ جناب پروفیسر محمد یوسف عرفان نے ایک ایمان افروز مضمون: ''پاکستان کی روحانی اساس'' تحریر کیا ہے جو ماہنامہ نظریہ پاکستان، لاہور بابت اکتوبر 2010ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ قائداعظم محمد علی جناح کے اس سربستہ راز پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا:

پاکستان کا قیام اور استحکام اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مستقبل پالیسی کا حصہ ہے۔ مذکورہ خواب لکھنے کے بعد لکھا۔

''قائداعظم کا مذکورہ روحانی مکالمہ 1930ء کے عشرے کے پہلے حصہ کا ہے۔ جبکہ مفکر پاکستان علامہ اقبال نے اپنی طالب علمی کے دوران لندن میں ایک روحانی منظر دیکھا۔ جس کو مارچ

1907ء میں بانگ درا کے عنوان سے شعری قالب میں ڈھالا۔علامہ اقبال نے گول میز کانفرنس میں شرکت کے دوران کیمبرج یونیورسٹی کے طلباء وطالبات کو اپنے مذکورہ روحانی منظراور اشعار کا پس منظر بتایا۔(تفصیلِ گفتارِ اقبال از محمد افضل میں مرقوم ہے)۔مذکورہ غزل میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے پیشگوئیاں کیں۔

پہلی پیشگوئی۔زوال مغرب،دوسری۔احیائے اسلام۔تیسری۔احیائے اسلام اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرکز حرمین شریفین سے دور پاک افغان خطے کو قرار دیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ میری دوربین نظر خطے میں نبی محترم ﷺ کا تصرف نمایاں طور پر دیکھ رہی ہے۔خطہ میں دوبارہ غزوہ بدر وحنین کا منظر ہے۔علامہ اقبال نے 1930ء کے خطبہ الٰہ آباد میں کہا کہ:

''میں دیکھتا ہوں کہ پنجاب،سرحد،سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ''اسلامی ریاست'' بنا دی جائے۔مجھے یہ نظر آرہا ہے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کو بالآخر ایک ہندوستانی مسلم ریاست بنانا پڑے گی اور یہی ان کی تقدیر ہے''۔

6)۔ جناب ڈاکٹر خالد مسعود نے ''قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سربستہ راز'' کے عنوان سے ایک تفصیلی مضمون لکھا جو کہ ہفت روزہ فیملی 26 دسمبر 2010ء تا یکم جنوری 2011ء صفحہ 8 پر شائع ہوا۔ جناب ڈاکٹر خالد مسعود نے یہ ایمان افروز خواب کا واقعہ جناب عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ کی کتاب ''زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحالتِ بیداری'' سے لیا ہے۔اور واقعہ کے راوی کا نام،منگلہ ڈیم آرگنائزیشن کے پی آر اور جناب سید محمد ادریس شاہ (متوفی 1995ء) کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا تھا۔آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ قائداعظم کے ایک نہایت قریبی ساتھی تھے۔جنھوں نے ایک مجلس میں جہاں میں بھی موجود تھا یہ واقعہ سنایا تھا۔

مُبَشِّرَاتِ پاکستان

اور

قائداعظمؒ کے ارشادات

○

ڈاکٹر ریاض علی شاہ

ترجمہ: محمد اشرف عطاء

○

ماہنامہ نظریہ پاکستان۔لاہور

ستمبر 2012ء

(نوٹ) اس مضمون میں قائداعظمؒ نے پاکستان کے بارے میں بہت سی خوشخبریوں کو بیان کیا۔لہٰذا اس کا عنوان ''مبشرات پاکستان اور قائداعظمؒ کے ارشادات'' تحریر کیا ہے۔

○

ان شاء اللہ!

مستقبل قریب میں پاکستان دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا۔ یہ مشیت ایزدی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی فیضان ہے۔

○

ایک روز قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے:

پاکستان ایک زندہ حقیقت ہے۔ ایک ایسی حقیقت جس کا دوست اور دشمن، سب ہی اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ میرے دل کو اطمینان ہے کہ برعظیم ہند میں مسلمان غلام نہیں بلکہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے آزاد مملکت کے مالک ہیں، جس کے وسائل و ذرائع لامحدود ہیں۔ ان شاء اللہ! مستقبل قریب میں پاکستان دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا۔

قائداعظم نے فرمایا کہ یہ مشیت ایزدی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی فیضان ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاس ہند سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوشش کر رکھی تھی آج وہ قوم آزاد ہے اور اس کا اپنا ملک، جھنڈا، حکومت، سکہ ہے اور اپنا آئین و دستور ہے۔ پاکستان تحفہ خداوندی ہے اور تحفہ کی حفاظت ہر پاکستانی مرد و زن، بچے، بوڑھے اور نوجوان کا فرض ہے۔ قائداعظم نے فرمایا:

گھبراؤ نہیں، خدا پر اعتماد رکھو، اپنی صفوں میں کج نہ آنے دو اور انتشار پیدا نہ ہونے دو۔ دیانت اور خلوص کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ملت کے مفاد پر ذاتی مفاد کو کبھی ترجیح نہ دو۔ ان شاء اللہ! قدرت تمہیں مجھ سے زیادہ عقیل اور ذہین رہنما عطا کرے گی جو کشتی ملت کو مشکلات کے بھنور سے نکال کر ساحلِ مراد تک کامیابی سے پہنچا دے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیات قائد کے آخری ایام

وہ ایک مسہری پر دراز تھے۔ نحیف و کمزور جسم، لیکن باوقار اور پر جلال چہرہ۔ آنکھوں میں بلا کی چمک اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ...... وہ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ جب میں کمرے میں داخل ہوا تو انہوں نے کمبل سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے مصافحہ کیا۔ کمزوری کے باوجود میں نے محسوس کیا کہ اُن میں اتنی طاقت تھی کہ جتنی اس دور کے کسی عام نوجوان میں ہوتی ہے۔

''تمہارا سفر تو آرام سے گزرا'' قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پر تمکنت انداز میں دریافت کیا۔ میں نے یہ سفر پورے آرام سے طے کیا۔ میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں جلد سے جلد بابائے ملت کے قدموں میں پہنچ جاؤں اور اپنے محبوب قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بحالی صحت کے لیے جو کچھ بھی میرے امکان میں ہو بلا تاخیر عمل میں لاؤں''۔

''وہ مسکرا دیئے''۔

''وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ رخسار ابھر آئے تھے اور گال اندر کی طرف پچک گئے تھے۔ بیماری کی وجہ سے ان کا چہرہ اور رنگ زیادہ نکھر آیا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ ایک شاعر اور فلاسفر کی طرح...... چہرے کی جھریاں اُن کے گہرے مطالعہ کی باریکیوں کو نمایاں کر رہی تھیں''۔

''یہی وہ نحیف و نزار ہستی ہے کہ جس کے کوہ شکن عزم، فلک پیما ہمت اور ناقابل تسخیر جذبہ نے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ جس کی ہمت مردانہ نے برطانوی سامراج اور ہندو بنیا ازم کی متحدہ سازشوں، ریشہ دوانیوں اور چالوں کو شکست دی اور اپنی فراست اور ذہانت خداداد سے مسلمانوں کے لیے ایک ایسی مملکت...... آزاد مملکت...... حاصل کر لی جو اپنے رقبے اور آبادی اور وسائل و ذرائع کے اعتبار سے دنیا کی پانچویں بڑی مملکت ہے...... یہی وہ رہنمائے ملت ہے جس نے ڈیڑھ دو صدی کی غلامی کی

زنجیروں کو توڑ دیا اور دس کروڑ غلام مسلمانوں کو آزادی کی دولت سے مالا مال کر دیا"۔

یہ تھے وہ خیالات جو میرے نہاں خانہ دماغ میں چکر لگا رہے تھے۔ یقیناً یہی وہ عظیم شخصیت ہے جو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ بستر مرگ پر دراز ہے۔ لیکن قوم کے غم سے بے نیاز نہیں"۔

بالیں کے قریب ایک کرسی بچھی تھی۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اشارے سے مجھے اس پر بیٹھنے کو کہا۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ دھیمی آواز میں فرمانے لگے۔

"میں نے آج تک کبھی اپنی صحت کی پرواہ نہیں کی اور نہ آئندہ کے لیے خیال کرنے کو تیار ہوں۔ موت اور زندگی سب خدا کی طرف سے ہے۔ موت وقت معین سے پہلے نہیں آ سکتی۔ یہ میرا ایمان ہے۔ میں خداوند قدوس کی ذات کے سوا اس دنیا میں کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ موت کا خوف مجھ پر طاری نہیں جب موت کو آنا ہے اور ضرور آنا ہے۔ تو پھر موت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں......"۔

"یہ تو تم جانتے ہی ہو۔ جب ساز حیات کے تار ڈھیلے ہو جائیں اور ایک ایک کر کے ساز کا ساتھ چھوڑ دیں۔ تو پھر اُن کا جوڑنا ذرا دقت طلب کام ہوتا ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ مجھے میری بیماری کے مطابق تمام صورتحال سے آگاہ کر دیں کہ مجھے کیا بیماری ہے۔ کس حد تک بڑھ چکی ہے۔ میں یہ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ہر مریض کو اپنے معالج سے دریافت کرنے کا حق ہوتا ہے۔ بیماری کی نوعیت معلوم ہونے کے بعد میں آپ سے زیادہ سے زیادہ تعاون کر سکوں گا اور علاج میں آپ کو آسانی ہوگی لیکن اگر طبی اصول صورتحال بیان کرنے میں مانع ہوں تو پھر میں آپ کو مجبور نہیں کر سکتا"۔

"مجھے ابھی آپ کی پوری تشخیص کرنی ہے۔ میں کرنل الٰہی بخش صاحب سے مشورہ کے بعد آپ کو بیماری کی صحیح نوعیت سے آگاہ کر سکوں گا۔ میں نے جواب دیا۔ یہ 27 جولائی 1947ء کا واقعہ ہے۔ اس روز سے لے کر قائداعظم کی رحلت تک مجھے آپ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ میں اس دوران قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، اُن کے بلند اخلاق، اُن کے ارفع اصولوں سے بے حد متاثر ہوا۔ وہ ہر مرحلہ پر نہایت شرح و بسط سے بحث فرماتے۔ وہ علاج کے سلسلے میں وکیلانہ بحث کرتے اور جب ہم

انہیں پورے طور قائل نہ کر دیتے کہ علاج اور دوائی اس وجہ سے تبدیل کی ہے، وہ کبھی مطمئن نہ ہوتے۔ لیکن جب مطمئن ہو جاتے تو دوائی کے استعمال سے کبھی انکار نہ کرتے۔ ہم ان کی طبیعت سے پورے طور پر واقف ہو گئے تھے۔ اس لیے ہر دوائی تبدیل کرنے سے قبل انہیں تمام وجوہ سے باخبر کر دیتے۔ صبح ساڑھے چھ بجے کے قریب چائے پیتے اور معمول کے مطابق تمام کام سرانجام دیتے۔

جب بھی انہیں مکمل آرام کے لیے کہا جاتا۔ آپ مسکرا دیتے۔ آپ فرماتے۔ ''میں اپنی سالہا سال کی عادات کو ترک نہیں کر سکتا''۔

محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہ اپنے محبوب بھائی کی تیمارداری میں دن رات منہمک رہتیں۔ وہ کئی راتیں جاگ کر گزار دیتی تھیں۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اگر شمع تھے تو محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہ اس شمع کی پروانہ تھیں۔ وہ دن رات پورے انہماک سے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تیمارداری میں مصروف رہتیں۔ وہ اُن کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنی زندگی اپنا چین آرام سب کچھ بھائی کے لیے وقف کر دیا تھا۔

چند دنوں کے علاج سے آپ کی صحت بہت اچھی ہو گئی۔ بھوک زیادہ لگنے لگی اور چہرہ پر خون بھی دوڑنے لگا۔ اب آپ اکثر مختلف موضوعات پر بحث کرتے۔ اکثر مسائل پر روشنی ڈالتے اور ہم ان کے خیالات سے مستفید ہوتے۔

ایک روز آپ باتوں باتوں میں فرمانے لگے۔ ''پاکستان ایک زندہ حقیقت ہے۔ ایک ایسی حقیقت جس کا دوست اور دشمن، سب ہی اعتراف کرنے پر مجبور ہیں...... پاکستان بن چکا ہے۔ پاکستان کا مستقبل درخشندہ ہے۔ میری روح کو تسکین ہے۔ میرے دل کو اطمینان ہے کہ برعظیم ہند میں مسلمان غلام نہیں، بلکہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے آزاد مملکت کے مالک ہیں جس کے وسائل و ذرائع لامحدود ہیں۔ آج ان کا اپنا وطن ہے۔ آزاد اور خود مختار وطن جس کی ترقی کی شاہراہیں وسیع ہیں۔ جس کا مستقبل روشن ہے۔ انشاءاللہ۔ مستقبل قریب میں پاکستان دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا''
کسی قدر توقف کے بعد فرمانے لگے۔

"جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آج آزاد ہے تو میرا سر عجز و نیاز کے جذبات کی فراوانی سے بارگاہ رب العزت میں سجدہ شکر بجالانے کے لیے فرط انبساط سے جھک جاتا ہے"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔ آواز بلند ہوتی گئی۔"یہ مشیت ایزدی ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی فیضان ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاس ہند سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی۔ آج وہ قوم آزاد ہے۔ اُس کا اپنا ملک ہے۔ اپنا جھنڈا ہے۔ اپنی حکومت اور اپنا سکہ ہے اور اپنا آئین و دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا اور کوئی انعام ہو سکتا ہے۔ یہ وہ خلافت ہے جس کا وعدہ خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراط مستقیم کو اپنے لیے منتخب کر لیا تو ہم اُسے زمین کی بادشاہت دیں گے۔ خدا کے اس انعام عظیم کی حفاظت اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ پاکستان خداوندی تحفہ ہے اور اس تحفہ کی حفاظت ہر پاکستانی مرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان کا فرض ہے۔ اگر مسلمان نیک نیتی، دیانت داری، خلوص، نظم و ضبط اور اعمال و افعال صالح سے دن رات کام کرتے رہے، اُن میں بدی، نفاق، جاہ طلبی اور ذاتی مفاد کا جذبہ پیدا نہ ہوا تو انشاء اللہ وہ چند سالوں میں ہی دنیا کی بڑی قوموں میں شمار ہونے لگیں گے۔ اُن کا ملک امن و آشتی، تہذیب و تمدن، ثقافت و شرافت کا مرکز ہوگا اور اس کی حدود سے ترقی کی شعاعیں نکل کر سارے ایشیاء کی رہنمائی اور رہبری کریں گی اور ایشیاء کو امن و آشتی اور ترقی کا راستہ دکھائیں گی"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ بڑی تیزی سے جیسے دریا کا بند ٹوٹ گیا ہو اور پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہو، فرما رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فصاحت و بلاغت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ یہ پہلا دن تھا کہ انہوں نے پاکستان کے متعلق اس قدر تفصیل کے ساتھ بات چیت کی۔ دیر تک بولتے رہنے کی وجہ سے وہ تھک گئے تھے۔ اس لیے لیٹ گئے اور ہم کمرے سے باہر نکل آئے۔

آپ کی صحت روز بروز بہتر ہو رہی تھی لیکن زیارت کی بلندی اور سردی آپ کی صحت کے لیے کسی صورت میں بھی بہتر نہیں تھی۔ اس لیے ہماری رائے تھی کہ آپ کو کوئٹہ لے چلیں۔ قائداعظم رحمۃ

اللہ علیہ خود کوئٹہ کی آب و ہوا کو پسند فرماتے تھے۔ ایک دوبار کوئٹہ چلنے کا ذکر آیا تو آپ نے اس کی تائید کی۔ ابھی کوئٹہ جانے کے متعلق پورے طور پر فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ میں اور کرنل الٰہی بخش قائداعظم کے کمرے میں بیٹھے آپ سے مصروف گفتگو تھے، کہ کسی بات پر قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

''میں جانتا ہوں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ لیکن صنعتی میدان میں آنے سے پہلے جاپان کے وسائل پاکستان سے بھی کم تھے۔ جاپان کے پاس نہ کوئلہ تھا نہ لوہا۔ دوسری دھاتیں بھی ناپید تھیں۔ لیکن جب جاپانیوں نے اپنے ملک کو صنعتی بنانے کا عزم کرلیا تو انہوں نے ہر مشکل پر قابو پالیا۔ ہر دشواری کو آسان بنا دیا۔ ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ جاپانیوں کی صنعتی ترقی نے یورپ اور امریکہ کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ جاپان کا ہر بچہ، بوڑھا، جوان اور عورت صنعت کی طرف مصروف ہو گئے اور پسماندہ جاپان صنعتی ترقی کے میدان میں اپنے حریفوں کو بہت پیچھے چھوڑ گیا۔ پاکستان زرعی ملک ہے لیکن پاکستان میں ہر وہ چیز موجود ہے جو کسی زرعی ملک کو صنعتی بنانے کے لیے ضروری ہوسکتی ہے۔ میرا یقین ہے کہ وقت آنے پر پاکستان کے اندر ہر وہ دھات مل سکے گی جس کی ہمیں صنعت کے میدان میں ضرورت ہوگی۔ پاکستان کی پہاڑیاں، میدان، سطح مرتفع اور ریگ زار اپنے اندر لامحدود خزائن قدرت مدفون رکھتے ہیں۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے پاکستان میں کوئلہ، تیل، برقی قوت پیدا کرنے کے وسائل، سیمنٹ، نمک، لوہا، گندھک، سیسہ، سرمہ، ابرق، کروم ہر دھات کم وبیش موجود ہے۔ حکومت جیسے جیسے ان دھاتوں کے نکاس کی طرف توجہ دے گی، ملک صنعتی طور پر ترقی کی طرف بڑھتا جائے گا۔

آپ نے فرمایا:

''برطانوی حکومت نے گزشتہ دو صدی میں ان صوبوں کی صنعتی ترقی کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔ پاکستانی صوبوں کے متعلق برطانوی حکومت کی شروع سے یہ حکمت عملی رہی ہے کہ مسلمانوں کو صنعت، تجارت اور تعلیم کے میدان میں ایک پسماندہ ملک اور قوم بنا دیا جائے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انگریز نے مسلمانوں کو ہمیشہ اپنا حریف اقتدار خیال کیا اور یہ چیز کابوس بن کر انگریز کے

دل ودماغ پر چھائی رہی۔ کہ اگر مسلمان صنعتی، تجارتی اور تعلیمی میدان میں ترقی کر گئے تو طبعی طور پر وہ حصول اقتدار کے لیے طاقتور اور منظم جدوجہد کریں گے اور برطانوی اقتدار پر ضرب کاری لگانے سے کبھی نہیں چوکیں گے۔ یہی وہ تصور تھا کہ جس کی وجہ سے انگریز نے دوصدی کے اقتدار وحکمرانی کے دوران میں ہندو کو ہر میدان میں اچھالا۔ اُن کو ترقی کے مواقع مہیا کیے اور ایک ہزار سال کی غلام ہندو قوم کو اس قابل بنا دیا کہ وہ آج مسلمانوں کو آنکھیں دکھا رہے ہیں"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مسلمانوں کے دورِ حکمرانی سے قبل آریائی دورِ حکومت میں ہندوستان میں کبھی ایک سلطنت قائم نہیں رہی۔ ہندوستان اس دور میں بھی ہندوستانی چھوٹی بڑی آزاد ہندو ریاستوں میں منقسم رہا ہے۔ کیا انگریز کا ہندو قوم پر یہ کم احسان ہے کہ اس نے ہندو قوم کو اتنی بڑی سلطنت سونپ دی ہے"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"پاکستان کو صنعتی ملک بنانے کے تمام وسائل، قدرتی ذرائع اور معدنیات پاکستان میں موجود ہیں۔ صرف محنت کی ضرورت ہے۔ اگر پاکستان کے سرمایہ دار حکومت سے تعاون کریں تو میرا یقین ہے کہ پاکستان آئندہ بیس سال میں بہت بڑا صنعتی ملک بن جائے گا"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"حکومت پاکستان ملک کو صنعتی بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گی۔ ہمارے پیش نظر ہے کہ پاکستان ضروریات کی تمام اشیاء خود تیار کرے، ملک کو صنعتی بنانے کے متعلق حکومت کے پیش نظر بہت سی سکیمیں ہیں۔ ان سکیموں کو اسی صورت میں جامہ عمل پہنایا جا سکتا ہے جبکہ ملک پورے طور پر داخلی اور خارجی خطرات سے آزاد ہو جائے اور ملک کے ہر چھوٹے، بڑے، بچے، بوڑھے، جوان اور عورت کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ آزاد ہے۔ آزاد ملک کا باشندہ ہے اور اسے آزاد قوم کے فرد کی حیثیت سے آزاد اقوام اور ممالک کی طرح اپنے ملک اور قوم کو ہر لحاظ سے سربلند کرنے کے لیے انتھک، مسلسل اور شبانہ روز محنت کرنا ہے۔ ملک کی فارغ البالی اور خوشحالی کا انحصار قوم کی ترقی پسندانہ رجحانات پر

ہے“۔

قائداعظم کی صحت روز بروز بہتر ہوتی گئی۔ اب انہیں یہ اصرار تھا کہ وہ زیارت میں نہیں رہنا چاہتے۔ خود ڈاکٹروں کی بھی یہ رائے تھی کہ ان کی صحت کے لیے زیارت کی آب و ہوا اور بلندی بہتر نہیں۔ بلندی کی وجہ سے آب و ہوا خنک اور سرد ہو رہی تھی اور یہ اُن کے لیے بہتر نہ تھا۔ چنانچہ آپ کوئٹہ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ معالج ہونے کی وجہ سے ہم نے رائے دی کہ سفر کے دوران آپ کو کمبل اپنے اردگرد لپیٹ لینا چاہیے اور بڑا کوٹ بھی پہن لینا چاہیے۔ کپڑے تبدیل کرنے کی بھی ضرورت نہیں لیکن آپ نے اصرار کیا۔

”شلوار، شیروانی اور پمپ شوز ضرور پہنوں گا۔ حجامت کراؤں گا اور بال بھی ضرور کٹواؤں گا“۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ضد کو پورا کیا۔ زیارت سے کوئٹہ کے سفر موٹر میں طے ہوا۔ کرنل الٰہی بخش اور میں دونوں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمرکاب تھے۔ کوئٹہ پہنچنے کے بعد قائداعظم کی طبیعت کسی قدر اور سنبھل گئی۔ مجھے تین روز کے لیے لاہور آنا تھا۔ چنانچہ میں لاہور آ گیا اور تیسرے روز واپس کوئٹہ پہنچ گیا۔ اب حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اکثر ہمیں اندر بلا لیا کرتے اور دیر تک مختلف موضوعات پر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ پاکستان کے موضوع پر جب بھی آپ روشنی ڈالتے، آپ کے ہونٹوں پر فخر آمیز تبسم کھیلنے لگتا۔ ایک روز آپ کی طبیعت بہت زیادہ ہشاش بشاش تھی۔ فرمانے لگے۔

”پاکستان کو خدا نے ہر چیز دے رکھی ہے۔ معدنیات، زراعت کے وسیع وسائل، اقتصادیات کی ترقی کے روشن امکانات، ملک کو صنعتی بنانے کے ذرائع، ہر چیز پاکستان میں موجود ہے۔ قدرت کی فیاضی نے اس ملک کو دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ لیکن ضرورت محنت، خلوص اور دیانت داری کی ہے۔ اگر پاکستانی مسلمانوں میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں“۔

کسی قدر توقف کے بعد۔

”ان شاء اللہ میری قوم میں یہ اوصاف پیدا ہو کر رہیں گے۔ میں مسلمانوں سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اسلام کی تعلیمات میں مایوسی کا لفظ تک نہیں۔ زندہ قوموں کو انتہائی مصائب اور مشکلات میں

بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ مصائب و آلام کی آندھیوں، مشکلوں کے طوفانوں، دشمن کی مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ خدا ہمیشہ اُن قوموں کو آزمائش میں ڈالتا ہے جنہیں وہ زمین کی خلافت سونپا کرتا ہے۔ میں جانتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ صدیوں کی غلامی نے مسلمانوں کے دماغوں کو ماؤف کر دیا ہے۔ ابھی انہیں یہ احساس نہیں ہوا کہ وہ اب آزاد ہیں۔ یہ احساس مسلمانوں میں بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ اب وہ ایک آزاد قوم ہیں۔ انہیں آزاد قوم کی طرح ملک کی تعمیر میں حصہ لینا چاہیے۔ جب بھی مسلمانوں میں یہ احساس بیدار ہو گیا اور وہ محسوس کرنے لگے کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں تو اس کے بعد پاکستان کے عظیم ملک بننے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی"۔

"آج سے چند سال قبل پاکستان ایک شاعر کے دماغ کا تخیل تھا۔ دنیا نے اس کا تمسخر اڑایا۔ اپنوں اور بیگانوں نے اسے سیاسی مذاق سمجھا لیکن وقت نے ثابت کر دیا کہ پاکستان ایک حقیقت ہے۔ وہ قوم کے قلوب سے نکلی ہوئی آواز تھی جس نے حقیقی جامہ پہن لیا۔ دنیا کی تاریخ پاکستان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ کبھی کسی قوم نے جنگ و جدل کے بغیر پاکستان کی طرح آزادی حاصل نہیں کی ہوگی۔ تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ آٹھ سال کی قلیل مدت میں مسلسل اور پیہم کشمکش کے بعد پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔ وہ نعرہ جو زبانوں پر رواں تھا، حقیقت بن کر دنیا کے نقشہ پر ظاہر ہو گیا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا ملک اور ایسی قوم ہے جس کے پاس دنیا کا کوئی خطہ نہ ہو، اسلحہ نہ ہو، فوج نہ ہو، قانون اور نظم و نسق پر اختیار نہ ہو، دولت اور علم نہ ہو اور پھر اس نے آزادی حاصل کی ہو۔ ایک عظیم مملکت کی بنیاد رکھی ہو"۔

"ترکی کی مثال دی جاتی ہے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ ترکوں کے پاس لڑنے والے سپاہی تھے۔ اسلحہ تھا۔ نظم و نسق چلانے والے دماغ تھے۔ وہ حکومت کا تجربہ رکھتے تھے۔ پھر وہ ایک علاقہ پر قابض تھے۔ جسے مستقر بنا کر انہوں نے طاغوتی طاقتوں کے خلاف یلغار کی اور انہیں ترکی کی سرزمین سے نکال باہر کیا۔ ہمارے پاس ایک انچ زمین نہ تھی کہ جسے ہم اپنا مستقر بنا سکتے۔ یہ سب کچھ خدا کی دین ہے۔ اُس کا انعام جو اس نے مسلمانانِ ہندوستان کو دیا۔ دو صدیوں کی غلامی کے بعد آج وہ پھر

آزاد ہیں۔ اس آزادی کا تحفظ اب مسلمانوں کا کام ہے۔ اس ملک کی ترقی اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ ان میں مکمل یکجہتی، اتحاد اور تعاون ہونا چاہیے۔ ایثار و قربانی اور ایک دوسرے کی غلط کاریوں اور لغزشوں سے درگزر کرنے اور اصلاح کرنے کی سپرٹ ہونی چاہیے۔ اگر مسلمانوں نے نظم و ضبط، ایثار و قربانی، خلوص و دیانت سے کام کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ملک چند سالوں میں ہی دنیا کا عظیم ترین ملک نہ بن جائے اور اس قابل ہو جائے کہ سیاسی میدان میں ایشیاء کی رہنمائی کر سکے"۔

سورج پہاڑیوں کی اوٹ سے بلند ہو رہا تھا۔ اس کی ترمزی شعائیں درختوں کی ٹہنیوں سے چھن چھن کر خود رو سبزہ سے کھیل رہی تھیں۔ سورج بلند ہو رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی کسی قدر حدت بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ پہاڑی مقام ہونے کی وجہ سے یہ حدت دل خوش کن معلوم ہو رہی تھی، دلنواز موسم تھا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسہری پر "گاؤ تکیہ" کے سہارے بیٹھے تھے۔ قریب ہی محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہا بیٹھی تھیں۔ ہمیں اندر بلایا گیا۔ ہم بھی پاس ہی بیٹھ گئے۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر فرمانے لگے۔

"قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کے سلسلہ نے مجھے سخت پریشان کیا۔ میں یہ تو ضرور جانتا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تبادلہ آبادی ہوگا۔ لیکن مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ اس وسیع پیمانہ پر مسلمانوں کو آبائی وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ مشرقی پنجاب، دہلی اور مغربی یوپی میں جس وسیع پیمانے پر مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ہے، مجھے اس کا وہم بھی نہ تھا۔ یہ سب کچھ طے شدہ اور منظم سازش اور پروگرام کے ماتحت کیا گیا۔ ہم نہتے تھے۔ فوج ہمارے پاس نہیں تھی۔ اسلحہ دشمن کے قبضہ میں تھا۔ خزانہ خالی تھا۔ نظم و نسق کا تجربہ رکھنے والے افراد کی کمی تھی۔ ہم سخت مشکل میں گھبرا گئے تھے لیکن میں مسلمانوں کے عزم اور بلند حوصلگی کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اس حادثہ عظیم نے میرے قلب پر ایک زبردست چوٹ لگائی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تباہ حال مسلمانوں کی حالت نے میری صحت پر برا اثر ڈالا ہے۔ اس وقت پاکستان کے لئے سب سے اہم مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری ہے۔ مجھے کامل امید ہے کہ حکومت پاکستان اس مسئلہ کو جلدی حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ جب تک ایک ایک مہاجر آباد

نہیں ہو جاتا، مجھے قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔

وہ کہتے کہتے رک گئے۔ اُس وقت اُن کے خوبصورت چہرے کا جلد جلد بدلتا ہوا رنگ اُن کے اندرونی رنج والم کو نمایاں کر رہا تھا اور ہم محسوس کر رہے تھے کہ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بستر علالت پر بھی قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ہاتھ کو اونچا کر کے اور دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''گو یا میں آپ میں موجود نہیں ہوں گا لیکن آپ دیکھ لیں گے کہ پاکستان چند سال ہی میں دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا۔ اُس کی ترقی اور طاقت دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دے گی۔ دنیا کا ہر ملک اور قوم اس کی دوستی کا خواہاں ہوگا''۔ آپ نے کہا۔ ''مہاجرین پاکستان کے لیے بوجھ نہیں۔ یہ پاکستان کی دولت ہیں۔ ان سے پاکستان کی طاقت میں اضافہ ہوا ہے۔ حکومت پاکستان ان کے مصائب کو ختم کرنے کے لیے تمام تکالیف و مشکلات کا سامنا کرے گی۔

کوئی خوددار انسان خیرات اور بھیک پر زندگی بسر کرنا برداشت نہیں کر سکتا۔ پناہ گزینوں کو خود ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہیے۔ انہیں جلد اپنے کاروبار پر لگ جانا چاہیے۔ جو کام وہ کر سکتے ہیں۔ انہیں اس کام پر لگ جانا چاہیے۔ وہ اس طرح پاکستان اور اپنی حکومت کی مدد کر سکتے ہیں۔ میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان اُن کیلئے دارالامان ثابت ہوگا۔ پاکستان کو دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی۔ انشاء اللہ پاکستان قائم رہے گا اور خوب پھلے پھولے گا۔ پاکستان کی ترقی ان کی اپنی ترقی ہے۔ پاکستان کی خوشحالی ان کی خوشحالی ہے۔

آپ نے کہا کہ پاکستان کے ہر ایک صوبہ کے مسلمانوں کو صوبائی تعصب کی لعنت سے آزاد ہو کر انصار مدینہ کی طرح مہاجرین کی مدد کرنا چاہیے۔ انہیں اپنے ہاں بسانے اور آباد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کاروبار چلانے میں ان کو مدد دینا چاہیے۔ مہاجرین کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے حوصلوں اور اخلاق کو بلند کریں۔ اپنے نظریاتِ حیات کو ارفع و اعلیٰ بنائیں۔ رزق حلال کمائیں، دوسروں کے سامنے خیرات کے لیے ہاتھ پھیلانے کی بجائے اپنے ہاتھوں سے کام کریں۔ محنت کر کے

کمائیں اور اپنی حالت کو بہتر بنائیں اور اپنے رویہ اور محنت سے ثابت کر دیں کہ وہ پاکستان کے لیے بوجھ نہیں بلکہ زبردست فائدہ کی حیثیت رکھتے ہیں"۔

دوپہر ڈھل چکی تھی۔ سورج آہستہ آہستہ پہاڑوں کی اوٹ میں چھپ رہا تھا۔ شفق لالہ گوں دور تک پھیلا ہوا تھا۔ میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قریب بیٹھا تھا۔ آپ فرمانے لگے "پاکستان میں مردم خیزی کی صلاحیت موجود ہے۔ بہترین دل و دماغ کے انسانوں کی کمی نہیں۔ ذرا دماغوں پر زنگ آ گیا ہے۔ جب یہ زنگ اُتر گیا۔ پاکستان ایسے ایسے گوہر ہائے گراں قدر پیدا کرے گا جن کی فراست وسیاست، فہم و تدبر، ایجادات واختراعات قابل صد رشک و تحسین ہوں گی۔ مسلمان محکوم رہے ہیں۔ انگریز و ہندو کے ناپاک گٹھ جوڑ نے مسلمانوں کو ذہنی طور پر ابھرنے کا موقع نہیں دیا۔ اُن کی صلاحیتوں کو ہر طریقہ سے دبانے کی کوشش کی اور انہیں موقع نہ مل سکا کہ وہ اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر سکتے۔ گذشتہ دو صدی میں انگریز کی یہ حکمت عملی رہی ہے کہ مسلمانوں کو کسی شعبہ میں ابھرنے نہ دیا جائے۔ تمام کلیدی اسامیاں برطانوی عہد میں ہندوؤں کے پاس رہیں۔ سرکاری دفاتر اور اداروں میں ہندو چھائے رہے اور انہیں اعلیٰ انگریز افسران کی ہمدردی اور حمایت حاصل رہی۔ ان ہندوؤں نے اول تو مسلمانوں کو اہم کاموں پر تعینات نہ ہونے دیا۔ اگر انہیں موقع مل گیا تو پھر وہ ہندو اور انگریز کے ناپاک گٹھ جوڑ اور سازش کا شکار ہو کر آگے نہ بڑھ سکے۔ تجارت اور صنعت کے میدان میں سرمایہ اور تعلیم کی کمی میں مسلمان قدم نہ بڑھا سکے۔ دشمنوں نے ہر میدان میں ہر شعبہ میں انہیں عضو معطل بنا دیا۔ وہ مسلمان جس نے ایک ہزار سال تک ہندوستان میں اناولا غیری کا ڈنکا بجایا تھا، غلام در غلام بن کر رہ گئے۔ لیکن اب قدرت نے انہیں موقع دیا ہے۔ وہ آزاد ہیں۔ اُن کا ملک آزاد ہے۔ اُن کی اپنی حکومت ہے۔ ان کے لیے تمام مواقع اور ذرائع موجود ہیں جنہیں وہ کام میں لا کر ترقی کر سکتے ہیں۔ اب انہیں پاکستان کی آزاد فضا میں ہر وہ موقع میسر آئے گا جو کسی آزاد قوم کی تخلیق و تعمیر کا محرک ہو سکتا ہے۔ مسلمان سرمایہ داروں کو صنعت اور تجارت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ نوجوانوں کو اقتصادیات، کیمیات، مالیات، سائنس کی تعلیم حاصل کرنا چاہیے۔ سائنس کے میدان میں زیادہ سے زیادہ ترقی کرنی چاہیے"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نصاب تعلیم اور طریق تعلیم بدلنے پر بھی زور دیا۔ آپ نے فرمایا "موجودہ نصاب اور طریق تعلیم غلام سازی کے محرک ہیں۔ ملکی اور قومی ضروریات کے مطابق انہیں قطعاً بدل دینا ہوگا اور نوجوانوں اور بچوں کو شروع ہی سے ان کے ذہنی رجحانات کے مطابق تعلیم و تربیت دینی ہوگی کیونکہ یہی ایک صورت ہے کہ جس سے ملک وملت کی تعمیر جدید ہو سکتی ہے"۔

آپ نے تجارت پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔

"کسی ملک کی خوشحالی اور فارغ البالی کا انحصار اس ملک کے تاجر طبقہ پر ہے۔ مسلمان تجارت کے میدان میں بہت پسماندہ ہیں۔ اب انہیں پورا موقع مل گیا ہے کہ وہ اس میدان میں قدم بڑھائیں۔ تجارت میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ لگائیں"۔

آپ نے فرمایا۔ "تاجروں کو لوٹ کھسوٹ، ناجائز منافع بازی، بددیانتی اور کم تولنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسلام اور اخلاق دونوں اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ناجائز منافع خوری اور بددیانتی دونوں ایسی چیزیں ہیں جو ملک اور قوم دونوں کو تباہ کر سکتی ہیں۔ اگر ملک اور قوم تباہ ہو جائیں تو تاجر بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کو ملکی اور غیر ملکی تجارت سے پورے طور پر حصہ لینا چاہیے اور اس طرح ملک کی مالی حالت کو مضبوط اور مستحکم بنا دینا چاہیے"۔

وقت گزرتا گیا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت بہتر ہوتی گئی۔ کوئٹہ کی آب و ہوا نے آپ پر کافی اچھا اثر کیا۔ ایک دن ہنستے ہنستے باتوں میں ڈاکٹر الٰہی بخش نے کہا۔

"ہماری انتہائی کوشش ہے کہ آپ کی صحت اتنی اچھی ہو جائے جتنی آپ کی صحت آج سے آٹھ سال پہلے تھی"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے۔

چند سال قبل یقیناً میری یہ آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں۔ اس لیے زندگی کی خواہش نہیں تھی کہ میں موت سے ڈرتا تھا۔ بلکہ اس لیے زندہ رہنا چاہتا تھا کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اور قدرت نے جس کام کے لیے مجھے مقرر کیا ہے، میں اُسے اپنی زندگی میں پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ اب وہ کام

پورا ہو چکا ہے۔ میں اپنے فرض کو ادا کر چکا ہوں۔ پاکستان بن گیا ہے۔ اُس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ اب چند ماہ سے مجھے ایسے خیال آتے رہتے ہیں کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ قوم کو مل گئی۔ اب یہ قوم کا کام ہے کہ وہ اس کی تعمیر کر کے اسے نا قابل تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنادے۔ حکومت کا نظم ونسق چلائے۔ میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں۔ آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد وتعاون پر تنہا عیار اور مضبوط دشمنوں سے لڑنا پڑا ہے۔ میں نے خدا کے بھروسے پر انتھک کوشش اور محنت کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخرہ قطرہ تک حصول پاکستان کے لیے صرف کر دیا ہے۔ میں تھک گیا ہوں آرام چاہتا ہوں۔ اب مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں"۔

"خدا آپ کو تادیر پاکستان کی رہنمائی کے لئے زندہ رکھے۔ آپ کے بعد کون ہے جو کشتی ملت کو اس بھنور سے نکال کر ساحل فتح ونصرت تک لے جا سکتا ہے"۔ میں نے اور کرنل الٰہی بخش نے کہا۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ......"آسمان کی طرف انگلی اٹھائی"۔ اور پھر بھرائی ہوئی آواز میں فرمانے لگے۔

"قدرت حالات کے مطابق ایسا آدمی پیدا کر دیا کرتی ہے جس کی وقت اور حالات کو ضرورت ہوتی ہے"۔

اس وقت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چمک دار آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے اور آواز لرزا گئی تھی، فرمانے لگے۔

"گھبراؤ نہیں۔ خدا پر اعتماد رکھو۔ اپنی صفوں میں کج نہ آنے دو اور انتشار پیدا نہ ہونے دو۔ دیانت اور خلوص کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ملت کے مفاد پر ذاتی مفاد کو کبھی ترجیح نہ دو۔ ان شاءاللہ قدرت تمہیں مجھ سے زیادہ عقیل اور ذہین رہنما عطا کرے گی جو کشتی ملت کو مشکلات کے بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک کامیابی سے پہنچا دے گا"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک آنکھ سے ایک موٹا سا چمکدار آنسو مسہری پر گر پڑا اور انہوں نے کمبل سے منہ ڈھانپ لیا۔ اُن کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ فرما رہے تھے۔

"اے خدا تو نے ہی مسلمانوں کو آزادی عطا کی اور اب تو ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ میری قوم ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے۔ ابھی اس کی صفوں میں کج بھی دور نہیں ہوا۔ تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تو ہی اس کا حامی و ناصر ہے......"۔

وہ دیر تک منہ ڈھانپے پڑے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم کمرے سے باہر نکل آئے۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو "کریون اے" کے سگریٹ بہت پسند تھے اور وہ اکثر یہی سگریٹ پیا کرتے تھے۔ ان دنوں "کریون اے" کے سگریٹ ختم ہو گئے۔ کوئٹہ بھر میں تلاش کے باوجود نہ ملے۔ لیفٹیننٹ کرنل الٰہی بخش نے کہا۔ "میں نے ایک دکان پر "کریون اے" کے سگریٹ دیکھے تھے۔ اجازت ہو تو میں خود جا کر لے آؤں"۔ جاتے جاتے کرنل الٰہی بخش نے کہا۔ "کیا ہی اچھا ہو کہ ہم پاکستان میں سگریٹوں کی ایک فیکٹری قائم کر لیں اور امریکہ سے بہترین تمباکو برآمد کریں اور پاکستان میں سگریٹ تیار کریں"۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں جوش سے سرخ ہو گئیں اور فرمانے لگے۔

"پاکستان میں دنیا کے سب ممالک سے اچھا اور بہترین تمباکو ہوتا ہے۔ تمباکو کے لیے ہم امریکہ کے محتاج نہیں، ہم اپنے ملک میں ہی بہترین تمباکو پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ چاہیں تو اسے ترقی دے کر دوسرے ممالک کو برآمد کر سکتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ پاکستانی ضروریات زندگی کے لیے دوسرے ممالک کے محتاج نہ رہیں بلکہ ہر چیز اپنے ملک میں ہی پیدا کریں۔ پاکستان دوسرے ممالک کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھے۔ پاکستان تجارت اور صنعت کے میدان میں اس قدر ترقی کرے کہ وہ دوسرے ممالک سے اشیاء درآمد کرنے کی بجائے دوسرے ممالک کو اشیاء برآمد کرے۔ سرمایہ داروں

کو اپنا سرمایہ پاکستان کی صنعت کو ترقی دینے میں لگانا چاہیے۔ پاکستان میں خام پیداوار کی کمی نہیں۔ اس خام پیداوار کو صحیح صورت میں استعمال کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے کارخانوں کی ضرورت ہے۔ کارخانوں کے قیام کے سلسلہ میں اگر فرد واحد سرمایہ دار خرچ کرنے میں ہچکچاتا ہو۔ اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ امداد باہمی کے اصولوں پر دس دس پندرہ پندرہ سرمایہ داروں کو مل کر مختلف صنعتوں کے کارخانے قائم کرنے چاہیے اور حکومت کو بھی ان کارخانوں کے قیام کے سلسلہ میں ان لوگوں کی ہر ممکن مدد کرنی چاہیے۔ بڑے بڑے کارخانوں کے قیام کے سلسلہ میں حکومت کو حصہ دار بننا چاہیے''۔

آپ نے فرمایا کہ ''پاکستان کے پہلے میزانیہ نے دنیا میں پاکستان کی مالی ساکھ بٹھا دی ہے۔ مشینری درآمد کرنے کے سلسلہ میں پاکستان کے راستہ میں جو رکاوٹیں ہیں وہ جلد ہی دور ہو جائیں گی اور آئندہ بیس سال کی مدت میں پاکستان درجہ اول کا صنعتی ملک بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ عوام، سرمایہ دار اور حکومت تینوں پورے تعاون سے کام کریں''۔

ایک روز لاہور کا ذکر آیا تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: ''اس دفعہ لاہور جا کر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ لاہور ہمارے ماضی، حال اور مستقبل کی روایات کا مرکز ہے۔ پاکستان اگر جسم ہے تو اس جسم میں لاہور روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے لاہور کا مستقبل شاندار نظر آ رہا ہے۔ لاہور ایک بار پھر اسلامی تہذیب و تمدن اور ثقافت کا مرکز بن جائے گا''۔

شروع شروع میں کوئٹہ کی آب و ہوا نے آپ کی صحت پر اچھا اثر کیا لیکن بعد میں صحت یکدم گرنی شروع ہو گئی۔ اس دوران میں کراچی کے ڈاکٹر مسٹر مستری کو بھی کوئٹہ طلب کر لیا گیا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ میں برداشت کی قوت بہت زیادہ تھی اور انتہائی تکلیف میں کبھی آپ کی پیشانی پر شکن نہیں آیا تھا۔ ایک روز جب میں نے انجکشن کیا تو آپ کو درد محسوس ہوا اور فرمانے لگے۔

''اب میں محسوس کرتا ہوں کہ صحت بہت گر گئی اور مجھے کمزوری محسوس ہو رہی ہے......''۔

ہم نے عرض کیا کہ آپ کو مکمل آرام کرنا چاہیے۔ دماغی تشویش کو ترک کر دینا چاہئے اور

سیاسی مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دینی چاہیے۔ آپ نے ہنس کر جواب دیا۔

''کوئی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہا جس کے متعلق مجھے تشویش ہو۔ کشمیر، فلسطین اور حیدر آباد کے مسائل اقوام متحدہ میں پیش ہو چکے ہیں اور اقوام متحدہ کے زیر بحث ہیں۔ اس لیے مجھے ان کے متعلق قطعاً تشویش نہیں۔ مہاجرین کی آبادی کاری کا مسئلہ تھا۔ اسے وزارت پاکستان نہایت دانشمندی سے سلجھا رہی ہے۔ ملک کے اندرونی اور بیرونی دفاع کا مسئلہ خاص طور پر توجہ طلب ہے۔ پاکستان کا ہر مرد اور عورت اپنے آپ کو قومی سپاہی تصور کرے اور اپنی حکومت سے تعاون کرے۔ حکومت پورے جوش و خروش اور جانفشانی سے اس کام کو سرانجام دے رہی ہے۔ ملکی دفاع کے مسئلہ پر ہر نادار اور سرمایہ دار کو پاکستان کی مدد کرنی چاہیے۔ ہم نے لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر جو آزادی حاصل کی ہے اس کی حفاظت کے لیے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ بھوکے رہ کر بھی ملک کی دفاعی ضروریات کو پورا کرنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کسی دشمن نے پاکستان کی آزادی پر حملہ کیا تو پاکستان اپنے آخری فرزند تک حملہ آور کے خلاف جنگ جاری رکھے گا۔ حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کو دفاع کے سوال کو تمام دوسری ضروریات پر مقدم رکھنا چاہیے''۔

کوئٹہ میں طبیعت سنبھل گئی لیکن بعد میں طبیعت روز بروز مضمحل ہوتی چلی گئی۔ کمزوری بڑھ گئی اور فرمانے لگے۔

''مجھے کراچی لے چلو''

غالباً یہ 9-8 ستمبر کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہم کراچی کی تیاری کرنے لگے اور 11 ستمبر کو کوئٹہ سے کراچی روانہ ہو گئے۔ راستہ میں آپ مکمل سکون سے رہے۔ ادھر اُدھر کی باتیں بھی کرتے رہے۔ سفر کے دوران میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ کراچی پہنچنے پر محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔

''اب آپ جائیں۔ آرام کیجئے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قدرے آرام ہے۔ اپنے وقت پر تشریف لے آیئے''۔ چنانچہ کرنل الٰہی بخش، ڈاکٹر مستری اور میں ہوٹل چلے گئے۔ نو بجے سے تھوڑی دیر پہلے ٹیلیفون آیا اور محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔

''کمزوری بڑھ رہی ہے۔ بے قراری میں اضافہ ہو رہا ہے''۔

''آپ فوراً پہنچیے......''

چنانچہ ہم فوراً گورنمنٹ ہاؤس پہنچے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بے ہوشی طاری تھی۔ کمزوری انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ نبض کی دھڑکنیں بھی غیر مسلسل ہو گئی تھیں۔ آنکھیں پتھرا رہی تھیں۔ باہم مشورے کے بعد کئی ٹیکے کیے گئے۔ حالت کسی قدر سنبھلی۔ آپ کے مصنوعی دانت پہلے ہی نکال دیئے گئے تھے۔ لیکن چند منٹ بعد دل ڈوبنے لگا۔ کمزوری بڑھ گئی نبضیں غیر مسلسل ہو گئیں۔ آنکھیں پتھرانے لگیں اور سانس رُک رُک کر آنے لگی۔ اسی بے ہوشی کے عالم میں آپ نے کچھ کہا۔

''اللہ.......... پاکستان..........''

صرف یہ دو لفظ سمجھ میں آسکے۔ پورا فقرہ نہ سمجھا جا سکا۔ دس بج کر پچیس منٹ پر آپ کی حرکت قلب بند ہو گئی اور اسلام کا یہ بطل جلیل ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہا روتی روتی کوچ پر گر پڑیں۔ تمام ڈاکٹر رو رہے تھے۔ آہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ!

موت کے بعد بھی آپ کے چہرے پر تدبر، جلال اور فراست کھیل رہی تھی۔ آہ...... وہ بطل جلیل جس کی فراست، تدبر اور سیاست نے دو صدی کے پسے ہوئے مسلمانوں کو سربلندی اور ظفر مندی عطا کی تھی جس نے برطانوی اور ہندو شاطران کو شکست دی تھی۔ عزم و استقلال اور یقین محکم کے ساتھ ناممکن کو ممکن بنا دیا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا۔ قوم یتیم ہو گئی۔ آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی تعلیم، ان کے اصول، ان کے پیغامات اور تقریریں ہمارے لیے ہمیشہ مشعل راہ رہیں گی۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح کراچی کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ ہزاروں مسلمان گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے حزن و ملال میں ڈوبے ہوئے کھڑے

تھے۔ آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے۔ اکثر دیواروں سے سر پٹخ رہے تھے۔ تمام رات ہزاروں مسلمانوں کا جم غفیر بابائے ملت رحمۃ اللہ علیہ کے ماتم میں سوگوار اور اشک بار رہا۔ سرکاری افسر، وزراء، غیر ملکی سفیر، فوجی جرنیل، بحری اور فضائی بیڑوں کے اعلیٰ اور ادنیٰ افسر سب بچشم پرنم کھڑے تھے۔ صبح ہوتے ہی پاکستان میں ہڑتال ہوگئی۔ ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں ماتم کدہ بن گیا۔ دوسرے دن قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ فوجی اعزاز سے اٹھایا گیا۔ جنازہ میں چار لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی اور 12 ستمبر کو عیدگاہ کے میدان میں اسلام کے اس بطل جلیل کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
اقبال رحمۃ اللہ علیہ

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات سے اقتباس

کتابیات

۱۔ قرآن کریم: البقرہ ۲: ۱۰۵

۲۔ مشارق الانوار۔ صفحہ: ۵۶۹

۳۔ پاکستان وحصارِ اسلام۔

۴۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ کا تصورِ پاکستان۔

۵۔ نظریہ پاکستان۔

۶۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ، سیرت و کردار کے آئینے میں۔

۷۔ مشاہدات وتاثرات

۸۔ اسلام اور انقلاب

۹۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا روحانی پہلو

۱۰۔ تخلیق پاکستان پر مہربانی کی چھاپ۔

۱۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پاکستان۔

۱۲۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۱۳۔ سیرت رہنمائے اولیاء: پیر سوہنے میاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵۔ گمنام عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۱۶۔ دل دریا سمندر

رسائل واخبارات

۱۷۔ ماہنامہ نظریہ پاکستان۔ لاہور۔ ستمبر ۲۰۱۲ء

۱۸۔ ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور۔ ۲ جنوری ۲۰۱۲ء۔

۱۹۔ ماہنامہ نظریہ پاکستان۔ لاہور...... اکتوبر ۲۰۱۰ء

۲۰۔ ہفت روزہ فیملی۔لاہور۔۲۱ تا ۲۷ اپریل......۲۰۱۳ء

۲۱۔ ہفت روزہ فیملی، لاہور، (۲۶ دسمبر ۲۰۱۰ء تا یکم جنوری ۲۰۱۱ء)

۲۲۔ ماہنامہ کنزالایمان۔لاہور۔قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نمبر ستمبر ۱۹۹۸ء۔

اخبارات

۲۳۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور۔۲۳ مارچ ۱۹۹۳ء۔

۲۴۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور سنڈے میگزین۔۱۳۔جون ۲۰۱۰ء

۲۵۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور۔۱۴۔مارچ ۱۹۹۹ء

مبشّر پاکستان

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

کی زندگی کا روحانی پہلو

تالیف وترتیب
الحاج محمد ظہور الحسن قادری

۱۔ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز۔ ۱۱۔ داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور (042-37312885)
۲۔ الحاج محمد ظہور الحسن قادری۔ جامعہ انوار مدینہ۔ محلہ محمد نگر۔ کمالیہ (ٹوبہ ٹیک سنگھ)
0334-6423073

الحاج محمد ظہور الحسن قادری

کی دینی، روحانی، ملی، فکری اور عالمی حالات حاضرہ پر فکر انگیز کتب

1- سوانح حیات حضرت ابوانیس محمد برکت علی قدس سرہٗ

2- الاتحاد بین المسلمین (عربی) 3- اتحاد بین المسلمین (اردو، عربی، انگلش)

4- اتحاد بین المسلمین (مقالات ابوانیس محمد برکت علی قدس سرہٗ)

5- مژدۂ اتحاد (مولانا عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ کا چار نکاتی فارمولا)

6- دعوت و تبلیغ کی ضرورت مع فضائل ذکر

7- احساس ذمہ داری (علمائے کرام کے نام مخلصانہ پیغام)

8- مقالات اتحاد امت (مولانا کوثر نیازی) 9- سبیلِ اتحاد..........................

10- کمالات و کرامات حاجی امداداللہ مع فیصلہ ہفت مسئلہ

(نوٹ: یہ تمام کتب و پمفلٹ ادارہ اسلامیہ کمالیہ کی شائع کردہ ہیں۔)

11- امت مسلمہ، عبرتناک حال، تابناک مستقبل (مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کیسے ممکن ہے؟)

12- مبشرات پاکستان (پاکستان کا ظہور غلبہ دین حق کی نوید ہے)۔

13- اسلام امریکہ میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔

14- کشف العرفان (تصوف کی اصطلاحات اور مقامات کی شرح)

15- فضیلت شب بیداری

16- صوت سرمدی (روحانی موبائل سروس)

17- شرح موتوا قبل ان تموتوا 18- تصرفات روح (جسم مثالی کے کمالات)

19- تیرے آئے بناں گل پھبدی نہیں۔

(ظہور امام مہدیؑ، بشارت غزوۃ الہند، فتنہ دجال اور علامات قیامت)

20- سیرت خواجہ اویس قرنیؓ (عالم بیداری میں آپ کی ملاقاتیں)

21- مسلمانو! مایوس نہ ہوں مستقبل تمہارا ہے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز۔ 11۔ داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور (042-37312885)

پاکستان کی روحانی عظمت
کے بارے میں
اہل فکر و نظر
کے
ایمان افروز تاثرات

مژدۂ جانفزا

............پاکستان............

زندہ باد...... پائندہ باد

حضرت شیخ ابوانیس محمد برکت علی لدھیانوی قدس سرہ العزیز

ایک جنگل میں ایک دیوانہ تنکے چن رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ دن دور نہیں جب میرے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لطف وکرم سے............

پاکستان کی "ہاں اور ناں" پہ اقوام عالم کے فیصلے ہوا کریں گے۔ یعنی اللہ اپنے اس ملک کو ملکوں کی سرداری بخشے گا۔

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

پھر بولا...... یہ آواز میری ہی نہیں، دنیائے اسلام کے ہر دیوانے کی آواز ہے۔

مبارکا مکرما مشرفا

(ماہنامہ دارالاحسان مئی 1971ء شمارہ 5 ص 3)

پاکستان پر خدا کا سایہ ہے

پاکستان کا مستقبل بہت اچھا ہے حالانکہ بعض اوقات بڑے بڑے سمجھدار لوگ بھی بڑی مایوس کن باتیں کرتے ہیں لیکن میں کبھی بھی اس کے مستقبل سے مایوس نہیں ہوا۔ پاکستان کا وجود میں آنا کسی معجزے سے کم نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ پاکستان پر خدا کا خاص سایہ ہے۔ یہ قیامت تک دنیا کے نقشے پر قائم رہے گا۔ جو اسے صفحہ ہستی سے مٹانا چاہے گا وہ خود غرق ہو جائے گا۔ پاکستانی قوم بڑی جفاکش ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس قوم کو دوسری ترقی یافتہ اقوام کی طرح بنیادی سہولیات حاصل ہو جائیں تو یہ قوم ترقی کی وہ منازل طے کر سکتی ہے جہاں کوئی بھی ترقی یافتہ قوم پہنچنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ میں پاکستان کے مستقبل سے بہت مطمئن ہوں۔ انشاءاللہ پاکستان رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گا۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان
روزنامہ جنگ۔ لاہور
19 فروری 1998ء

اللہ تعالیٰ پاکستان کو بہت بڑا انعام دینے والا ہے

پاکستان ایک آسمانی ملک ہے۔ روحانی ملک ہے۔ اس کی اساس اور بنیاد سیاسی و معاشی نہیں ہے بلکہ روحانی ہے۔ اس کی جڑیں معلوم نہیں کہاں تک پہنچی ہوئی ہیں۔ مکہ مکرمہ پہنچی ہوئی ہیں، مدینہ منورہ پہنچی ہوئی ہیں یا عرش پر پہنچی ہوئی ہیں، آپ اس گھڑی کا تصور کر سکتے ہیں جس گھڑی میں یہ ملک بنا تھا۔ ۲۷ رمضان لیلۃ القدر، جمعہ کی رات اور وہ بھی رات کے بارہ بجے؟ کیا ایسے میں ملک بنا کرتے ہیں، ملک کوئی اسے وقت بنتے ہیں، اس کے لئے کیا لیلۃ القدر رکھی جاتی ہے؟ میں پھر کہہ دوں کہ یہ عام ملک نہیں ہے۔ اس کو اللہ بہت بڑا انعام دینے والا ہے۔ اگر اس صدی میں نہیں تو اگلی صدی میں ضرور انعام سے نوازا جائے گا۔ اس وقت قدرت کا ایک بہت بڑا پروگرام بن رہا ہے اس ملک کو اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام کی امامت کیلئے بنایا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک
انٹرویو: روزنامہ خبریں۔ لاہور
۱۶۔ جون ۱۹۹۵ء

پاکستان ۔۔۔۔ مشیتِ خداوندی کا نام ہے

پاکستان ۔۔۔ حضور اکرم ﷺ کی امانت ہے

پروفیسر محمد مظفر مرزا

جو قوم اپنے عمل کا احتساب نہیں کرتی، اس پر کوئی دوسری قوم مسلط کر دی جاتی ہے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا کوئی مرحلہ درپیش آئے۔ ہم پاکستان کے مستقبل سے ناامید نہیں ہیں۔ پاکستان قیامت تک موجود رہنے کیلئے معرض وجود میں آیا ہے۔ بے پناہ قربانیوں کے نتیجے میں حاصل ہوا ہے۔ یہ مشیتِ خداوندی کا نام ہے، جو لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ پاکستان دس بیس سال کے بعد ختم ہو جائے گا۔ احمقوں کے احمق، سیاسی فلسفے کے پجاری ہیں۔ انہیں شاید علم نہیں کہ پاکستان رمضان المبارک کے مہینے میں 27 رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک اور لیلۃ القدر کی رات کرۂ ارض پر ظہور پذیر ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کے ہاں قیام پاکستان کا کوئی مقصد ہے۔ صرف ہمارے دل اندھے ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ پاکستانی قوم کو اس کا احساس نہیں ہے۔ ہمارے اکابرینِ سیاست اور کار پردازانِ حکومت بھی اس کا شعور اور علم نہیں رکھتے کہ پاکستان تو حضور اکرم ﷺ کی امانت ہے۔ حضرت قائداعظم کا حضور پاک ﷺ سے قلبی لگاؤ اور تعلق تھا۔

یہی وجہ تھی کہ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پاکستان تو خدا کی مرضی ہے اور یہ مرضی پوری ہو کر رہے گی۔ جو حضرات یہ خیال فرماتے ہیں کہ پاکستان کا مستقبل تاریک ہے یا خدانخواستہ ختم ہو جائے گا انہیں اپنے ہوش و حواس سے کام لینا چاہیے۔

کالم: سرِ کی سیاست

روزنامہ نوائے وقت